قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 07/ جنوری 2023ء | 14/ جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 07/ صلح 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:06

ارشاد باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۲﴾

(النساء : 2)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک (ہی) جان سے پیدا کیا اور اس (کی جنس) سے (ہی) اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں (پیدا کر کے دنیا میں) پھیلائے اور اللہ کا تقویٰ (اس لئے بھی) اختیار کرو کہ اس کے ذریعہ سے تم آپس میں سوال کرتے ہو اور خصوصاً رشتہ داریوں (کے معاملہ) میں (تقویٰ سے کام لو) اللہ تم پر یقیناً نگران ہے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

جب تمہاری طرف کوئی ایسا شخص رشتہ بھیجے جس کے دین اور اخلاق تم کو پسند ہوں تو اس رشتہ کو قبول کرلیا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔

(ترمذی کتاب النکاح باب اذا جاءکم من ترضون دینہ)

فرمان خلیفۂ وقت

جولائی 2012ء کو حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاسلام کینیڈا میں دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ اس موقع پر خطبہ نکاح میں حضور انور نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے موقع پہ جن چند آیات کا انتخاب فرمایا ان میں تقویٰ پر خاص طور پر بہت زور دیا، رشتہ داروں، رحمی رشتہ داروں کے تعلقات پر بہت زور دیا اور پھر اس بات پر بھی کہ یہ دیکھو کہ تم نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا؟ پس یہ چیزیں اگر نئے قائم ہونے والے رشتوں میں اور ان نئے قائم ہونے والے رشتوں کے رشتہ داروں میں، جو دونوں طرف کے قریبی رشتہ دار ہیں، ماں، باپ، بہن، بھائی ان میں پیدا ہو جائیں تو کبھی وہ مسائل نہ اٹھیں جو عموماً رشتوں میں دراڑیں ڈالنے کا باعث بنتے ہیں جو رشتوں کے ٹوٹنے کا باعث بنتے ہیں، جو دونوں خاندانوں کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں اور پھر بعض دفعہ اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ جب مقدمات میں ملوث ہو جاتے ہیں تو پھر میرے تک معاملات پہنچتے ہیں اور پھر شدید تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ پس ہمیشہ رشتے قائم کرتے ہوئے، یہ رشتے قائم کرنے والوں کو، لڑکا لڑکی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ صرف دنیاوی مقاصد کے لئے یہ رشتے قائم نہ ہوں۔ صرف اپنی تسکین اور خواہشات پوری کرنے کے لئے رشتے قائم نہ ہوں۔ صرف لڑکی کے جہیز کو دیکھنے کے لئے اور لڑکی کی خوبصورتی کو دیکھنے کے لئے رشتے قائم نہ ہوں۔ نہ لڑکی والے اس بنا پر رشتہ قائم کریں کہ لڑکا بہت کمانے والا ہے، پیسے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا نے رشتہ قائم کرنے کے لئے مختلف معیار رکھے ہوئے ہیں تو تم جس معیار کو دیکھو، وہ یہ ہے کہ دینی حالت کیا ہے۔ پس جب

بقیہ صفحہ 7 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

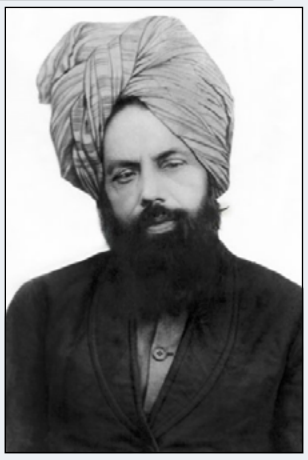

- رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 46 ایڈیشن 1984ء)

- خدا کا عام قانون یہی ہے کہ اسلام کے بعد قوموں کی تفریق مٹادی جاتی ہے اور نیچ اُونچ کا خیال دُور کیا جاتا ہے۔ ہاں قرآن شریف سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ بیاہ اور نکاح میں تمام قومیں اپنے قبائل اور ہم رُتبہ قوموں یا ہم رُتبہ اشخاص اور کُفو کا خیال کرلیا کریں تو بہتر ہے تا اولاد کے لئے کسی داغ اور تحقیر اور ہنسی کی جگہ نہ ہو لیکن اِس خیال کو حد سے زیادہ نہیں کھینچنا چاہئے کیونکہ قوموں کی تفریق پر خدا کی کلام نے زور نہیں دیا صرف ایک آیت سے کُفو اور حسب نسب کے لحاظ کا استنباط ہوتا ہے اور قوموں کی حقیقت یہ ہے کہ ایک مُدت دراز کے بعد شریف سے رزیل اور رزیل سے شریف بن جاتی ہیں اور ممکن ہے کہ مثلاً بھنگی یعنی چوہڑے یا چمار جو ہمارے ملک میں سب قوموں سے رزیل تر خیال کیے جاتے ہیں کسی زمانہ میں شریف ہوں اور اپنے بندوں کے انقلابات کو خدا ہی جانتا ہے دوسروں کو کیا خبر ہے۔ سو عام طور پر پنجہ مارنے کے لائق یہی آیت ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات: 14) جس کے یہ معنے ہیں کہ تم سب میں سے خدا کے نزدیک بزرگ اور عالی نسب وہ ہے جو سب سے زیادہ اس تقویٰ کے ساتھ جو صدق سے بھری ہوئی ہو خدا تعالیٰ کی طرف جھک گیا ہو اور خدا سے قطع تعلق کا خوف ہر دم اور ہر لحظہ اور ہر ایک کام اور ہر ایک قول اور ہر ایک حرکت اور ہر ایک سکون اور ہر ایک خلق اور ہر ایک عادت اور ہر ایک جذبہ ظاہر کرنے کے وقت اُس کے دل پر غالب ہو۔ وہی ہے جو سب قوموں میں سے شریف تر اور سب خاندانوں میں سے بزرگ تر اور تمام قبائل میں سے بہتر قبیلہ میں سے ہے اور اس لائق ہے کہ سب اس کی راہ پر فدا ہوں۔ غرض شریعت اسلامی کا یہ تو عام قانون ہے کہ تمام مدار تقویٰ پر رکھا گیا ہے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 278)

- ایک دوست کا سوال پیش ہوا کہ ایک احمدی اپنی ایک لڑکی غیر کفو کے ایک احمدی کے ہاں دینا چاہتا ہے حالانکہ اپنی کفو میں رشتہ موجود ہے۔ اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ:

اگر حسب مراد رشتہ ملے تو اپنی کفو میں کرنا بہ نسبت غیر کفو کے بہتر ہے۔ لیکن یہ امر ایسا نہیں کہ بطور فرض کے ہو۔ ہر ایک شخص ایسے معاملات میں اپنی مصلحت اور اپنی اولاد کی بہتری کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ اگر کفو میں کسی اور کو اس لائق نہیں دیکھتا تو دوسری جگہ دینے میں حرج نہیں اور ایسے شخص کو مجبور کرنا کہ وہ بہرحال اپنی کفو میں اپنی لڑکی دیوے، جائز نہیں ہے۔

(البدر مورخہ 11/ اپریل 1907ء صفحہ 7 جلد 6 نمبر 15)

اس شمارہ میں

- قیامتیں بدل گئیں (منظوم)
- دو دِن کی ہے کہانی، نفرت سے نہیں جینا!
- دلچسپ و مفید واقعات و حکایات
- اپنے جائزے لیں
- کتاب ہومیوپیتھی علاج بالمثل
- آپ کا بچہ آٹزم کا شکار تو نہیں؟

دربارِ خلافت

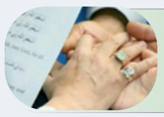

نوجوانوں کو اپنے ہم جلیسوں کے متعلق احتیاط کرنی چاہیے

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ 16/ ستمبر 2022ء، کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ایک اور بات جو میں نوعمر خدام اور اطفال سے کرنی چاہتا ہوں جو ابھی تک اسکول میں زیرِ تعلیم ہیں وہ یہ ہے کہ ان کو اپنے ہم جلیسوں کے متعلق احتیاط سے کام لینا چاہیے۔آپ کی عمر میں آپ کے دوست اور ہم جلیس، جن کے ساتھ آپ وقت گزارتے ہیں وہ آپ کو باآسانی اپنے زیر اثر کر سکتے ہیں جیسا کہ دیکھا گیا ہے کہ اگر آپ بدصحبت اختیار کریں گے تو بد اخلاق اپنائیں گے، جیسے جھوٹ بولنا، بلا وجہ جھگڑنا یہاں تک کہ لڑائی کرنا۔ بجائے اس کے کہ سچائی سے کام لیا جائے، نرم دلی اور ہمدردی دکھائی جائے۔ چنانچہ نوجوان خدام اور اطفال کو اپنی صحبت کا بہت خیال رکھنا ہو گا۔ ان لوگوں کے ساتھ دوستیاں رکھیں جو مخلص اور ایماندار ہیں اور غیر اخلاقی اور بیہودہ کاموں میں ملوث نہیں ہیں نیز جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھ رہی ہے اور آپ خود مختار ہو رہے ہے تو کسی بھی قسم کی کمزوری نہ دکھائیں۔ اپنے ایمان پر قائم رہیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کبھی بھی جھگڑا اور دوسروں کے ساتھ بدسلوکی نہیں کریں گے اور فحش زبان استعمال نہیں کریں گے یا دوسروں کو مشتعل کرنے والے انداز میں نہ بولیں گے۔ بڑی عمر کے خدام کو بھی ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیے ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنے اور آپ کی تعلیم پر چلنے کے دعوے کے باوجود آپ ان باتوں کی خلاف ورزی کر رہے ہوں گے جن کی انہوں نے تعلیم دی اور تلقین کی۔ لہٰذا احمدی نوجوانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر قسم کی غلط بیانی اور دھوکہ دہی کے خلاف مہم اور تحریک کی قیادت کریں اور اپنا ذاتی نمونہ قائم کریں۔ ہر خادم اور طفل کو وعدہ کرنا چاہیے کہ وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ جھوٹ شرک کے مترادف ہے۔ ایک طرف تو ہم فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی جماعت اور قوم ہیں اور سنجیدگی کے ساتھ اس کے آگے جھکتے ہیں جبکہ ساتھ ہی ہمارے اندر ایسے بھی موجود ہیں جو اپنے مقاصد اور خواہشات کے حصول کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ واضح ہو کہ جو لوگ جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کی امید نہ رکھیں کیونکہ وہ ان کی دعاؤں کو قبول نہیں کرنے والا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اب وہ وقت ہے کہ ہر خادم اور ہر طفل یہ وعدہ کرے کہ وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ اب وہ وقت ہے کہ آپ سچائی کو برقرار رکھنے کیلئے ایک مہم چلائیں اور اللہ تعالیٰ کی احسن رنگ میں عبادت کرنے والے بن جائیں اور ایسے بن جائیں کے جن کے اخلاقی معیار اعلیٰ ترین ہوں۔ اگر ہمارے نوجوان ہر قسم کے جھوٹ کو رد کرنے والے بن جائیں اور ہمیشہ سچائی پر قائم ہو جائیں تب دیگر تمام اچھے اخلاق خودبخود ان کے اندر پیدا ہو جائیں گے۔ میں ان نوجوان خدام کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں جنہوں نے ابھی خدام الاحمدیہ میں قدم رکھا ہے کہ وہ مت خیال کریں کہ ان کی عمر محض مزے اور تفریح کی عمر ہے۔ آپ ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جس میں آپ کے خیالات اور طرزِ عمل کو روزانہ پختہ ہونا چاہیے۔ کچھ عرصہ سے میں اپنے خطبات جمعہ میں اسلام کی ابتدائی تاریخ بیان کر رہا ہوں جن میں مَیں نے اس وقت کے کئی نوجوانوں کے واقعات بیان کیے ہیں۔ وہ آپ سے عمر میں زیادہ نہ تھے جنہوں نے اسلام کی خاطر غیر معمولی قربانیاں دیں اور بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ سب اس پر منحصر تھا کہ وہ اپنے مقصد اور درپیش چیلنج کو سمجھتے تھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ ان پر ہے کہ اپنی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعہ حاصل کریں اور یہ ان پر ہے کہ ہر وقت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ وہ بطور نوجوان مسلمان اپنی قدر و قیمت کو سمجھتے تھے، وہ اپنے تخلیق کے مقصد کو پہچانتے تھے اور اس بات نے یہ یقینی بنایا کہ انہوں نے معاشرے کو تبدیل کرنے میں ایک غیر معمولی کردار ادا کیا ایک ایسے معاشرے کو، جس کی پہچان بے حیائی اور جہالت تھی اسے ایک ایسے مخلص اور نیک معاشرے میں تبدیل کیا کہ دنیا میں نظیر نہیں ملتی اور جو ہمیشہ کے لیے پوری انسانیت کے لئے ایک مشعل راہ ثابت ہو گی۔ جیسا کہ میں نے کہا اسلام کی ابتدائی تاریخ اس بات کا ثبوت ہے کہ نوجوان ہی تھے جنہوں نے واقعی یادگار اور شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ پس آپ اپنے آپ کو کبھی کمتر نہ سمجھیں یا یہ نہ سمجھیں کہ آپ کم عمر ہونے کی وجہ سے معاشرے میں ایک روحانی اور اخلاقی انقلاب نہیں لا سکتے۔ چاہے آپ پندرہ، بیس، تیس، چالیس یا کسی بھی عمر کے ہوں اسلام کی خدمت کے کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں اور سمجھیں کہ گویا وہ آپ کا آخری موقع ہے۔ بے شک ہر خادم اپنی عمر، علم اور تجربہ کے مطابق اسلام اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی خدمت کر سکتا ہے جب تک وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد بجا لاتا رہے اور کبھی بھی سچائی کو نہ چھوڑے اور اپنے وعدوں اور عہدوں کو پورا کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو احمدیت کے روشن ستارے بننے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو ان میں سے بنائے جو اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خدام لااحمدیہ پر ہر لحاظ سے فضل فرماتا رہے۔ آمین‘‘

(روزنامہ الفضل آن لائن 29/ نومبر 2022ء)

نیا سال آ گیا

بیتا برس اِک اور نیا سال آ گیا
ہر سُو بپا ہے شور نیا سال آ گیا

پارینہ ماہ و روز کیوں تکتے ہو بے سبب
دیکھو بنظرِ غور نیا سال آ گیا

تازہ ہیں چھالے پاؤں کے، رِستے ہیں زخم ابھی
پچھلے برس کے اور نیا سال آ گیا

ڈھاتا جفا نئی ہے تُو ہر سال اے غنیم!
کر تیز تیغِ جور نیا سال آ گیا

کر لیجیے برائے خدا اب تو آنجناب
تبدیل طرز و طور نیا سال آ گیا

ایّامِ آفرین وہ عہدِ سرور و کیف
لوٹے گا کب وہ دور نیا سال آ گیا

رفتارِ چرخِ عمر سبک رَو ہے مثلِ برق
کر جلد فکرِ گور نیا سال آ گیا

م م محمودؔ

اداریہ

دودِن کی ہے کہانی، نفرت سے نہیں جینا!

نئے سال میں نئے عہد باندھنے کے لئے ایک رہنما تحریر

مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔ لندن نے اپنی ایک تحریر اشاعت کے لیے بھجوائی۔ اس کی نوک پلک درست کرنے کے دوران اس تحریر کی اہمیت اور افادیت اجاگر ہوئی۔ ادھر نئے سال کے آغاز پر عہد و پیمان باندھنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ خاکسار اس تحریر کو مسز سامی کی پیشگی اجازت سے اداریہ کا حصہ بنا کر قارئین کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں درج باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

واٹس ایپ پر ہر روز کئی قسم کی بہت ساری ویڈیو نظر سے گزرتی ہیں بار بار اُن کو ڈیلیٹ بھی کرنا پڑتا ہے کچھ اچھی بھی لگتی ہیں جن کو دوبارہ دیکھنے کو دل کرتا ہے۔ ابھی ایک کلپ دیکھا ہے جو ہوسکتا ہے میری طرح اور بھی بے شمار لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ ایک عرب بن بلائے اپنے بھتیجے کی شادی پر اپنے بھائی کے گھر شادی والے دن پہنچ کر سب کو حیران کر دیتا ہے اور اس سرپرائز سے سب کو اتنی خوشی ہوتی ہے کہ آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ ”دودِن کی ہے کہانی، نفرت سے نہیں جینا“ یہی اس ویڈیو کا عنوان بھی تھا۔ دل خوش ہوگیا دیکھنے میں تو وہ ویڈیو بہت اچھی لگی اور خوشی بھی ہوئی کہ کتنی اچھی بات ہوئی کہ روٹھے ہوئے بھائی ایک دوسرے کے ساتھ شکوہ شکایت کیے بغیر گلے لگے اور آنسوؤں کے تبادلے سے دل صاف ہوگئے۔ میری بھی آنکھوں میں آنسو آگئے اور میں سوچنے لگی کیا ہم بھی ایسے کر سکتے ہیں؟ میں نے کچھ ایسے لوگوں کو جنہوں نے مجھے یہ ویڈیو بھیجی تھیں پوچھا کہ کیا آپ اپنے بھائی یا بہن کے ہاں ایسے بن بلائے شادی پر جاسکتے ہیں؟ یقین کریں سب کا یہ ہی جواب تھا کہ نہیں ہم بن بلائے کبھی نہیں جائیں گے اور یہ بظاہر درست بھی لگتا ہے۔ کوئی بن بلائے کسی کے ہاں کیوں جائے۔ بن بلائے جانا مناسب نہیں لگتا۔

یوں بھی ہم لوگوں میں سے کوئی ہمت کر کے چلا بھی جائے تو ساری زندگی اُس کو یہ سُننے کو ملے گا (اسی تے انانوں نہیں بلایا سی اے ٹیٹھاں ونگوں فیروی آگئے) ہم نے تو نہیں بلایا تھا مگر یہ پھر بھی آگئے۔ نجانے کیوں ہم معاف کرنے والی قوم میں سے نہیں ہیں۔ ہم بات کو بڑھا سکتے ہیں لیکن کم یا ختم نہیں کر سکتے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ ایسا ہو نہیں سکتا ایسا کہیں نا کہیں ضرور ہوتا ہوگا جہاں واقعی دلوں میں سچی محبت ہو اور عارضی ناراضگی چل رہی ہو تو بالکل ممکن ہے اور یقیناً ایسے لوگ ہم میں سے ضرور ہوں گے جو اعلیٰ اخلاق پر قائم ہیں کہ اپنی ناراضگیوں کو رفع کرنے کے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہوں اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ایسے خوش نصیب لوگ ضرور ہوں گے۔ لیکن بہت کم ہوں گے۔

پھر یہی بات میں نے اپنے دل سے بھی پوچھی کہ کیا میں ایسا کر سکتی ہوں؟ بہت ہمت کی کہ خود سے جھوٹ بول جاؤں کہ ہاں ہاں میں کر سکتی ہوں لیکن دل نہیں مانا کہ یوں جھوٹ بول کر جھوٹ موٹ ایک بات کہہ دوں۔ دل نے یہی جواب دیا کہ یقیناً میں بن بلائے ہرگز نہیں جاسکتی۔ ہاں اگر میں جن لوگوں کے پاس جارہی ہوں اُن سے اگر میرا ایسا پیار کا رشتہ ہے کہ شرمندہ ہونے کے باوجود مجھے اور اُن کو خوشی ملے گی تو ضرور کیوں نہیں؟ میں بخوشی چلی جاؤں گی۔

بلائے یا بن بلائے والی بات تو میں نے ویڈیو کی وجہ سے کی ہے۔ ہماری ان ناراضگیوں کی بے پناہ وجوہات ہوتی ہیں اور ہر گھر کے مختلف حالات ہوتے ہیں۔ مثلاً میرے سامنے کچھ ایسے تکلیف دہ واقعات آئے ہیں کہ میں نے اُن فیملیز کو تکلیف میں دیکھا ہے اس مشاہدے کی وجہ سے یہ سطور لکھنے کا خیال آیا۔ ہنستے بستے خوش وخرم خاندان کیسے پھٹ کے رہ جاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ والدین کا اپنی زندگی میں will نہ بنانا اور اپنے بچوں کو بیچ منجدھار کے چھوڑ جانا۔ یا will بنائی بھی ہے تو ناانصافی کر جانا۔ اس طرح سے یہ اور بھی کئی بے شمار لوگ ہوں گے جو اِن مشکلات سے دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین

وہی والدین جو اپنی اولاد سے زندگی بھر محبت اور پیار کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو محبت کا درس دیتے ہیں انجانے میں اُنہیں بچوں کو ایک ناخوشگوار حالات میں چھوڑ جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ بہنیں اور بھائی ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے تمہیں زیادہ دیا مجھے کم ملا۔ میں نے زیادہ خدمت کی آپ نے کم کی ہے اور اگر بہن بھائی آپس میں معاملات کو درست کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو اُن کے جیون ساتھی وہ حق چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے جو دیکھا جائے تو اُن کا ہوتا ہی نہیں! نتیجتاً وہاں پھر ایسا جھگڑا شروع ہو جاتا ہے جو ختم ہونے میں ہی نہیں آتا۔ غرض یہ ایک بہت ہی نازک اور سمجھداری سے سلجھانے والا مسئلہ ہے جس کو چاہیے کہ والدین اپنی زندگی میں ہی انصاف سے معاملات کو سلجھا لیں۔ اپنے بچوں کے لئے مسائل نہ چھوڑ کر جائیں۔ پھر یہ بھی اکثر دیکھنے میں آتا ہے جس بچے کے پاس والدین رہتے ہیں چاہے وہ بیٹا ہو یا بیٹی۔ اُسی سے سب کو شکایت ہوتی ہے۔ بیٹا یا بیٹی جب اپنے والدین کو سنبھالتے ہیں تو وہ ایک شخص نہیں ہوتا بلکہ اُن کی پوری فیملی ہی دیکھ بھال کر رہی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے والدین نے اپنے کسی ایک بچے کے پاس تو رہنا ہی ہوتا ہے اس لئے باقی فیملی کو اُن کی مدد کرنی چاہئے۔ شکوے شکایت نہیں۔ خاص طور پر جب والدین میں سے کوئی ایک رہ جائے تو مزید ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اُس فیملی کی اس لحاظ سے بھی عزت کرنی چاہئے کہ وہ والدین یا، والدہ یا والد کی خدمت کر رہے ہیں۔ ویسے میری نظر میں اگر والدین دونوں ایسی عمر میں ہیں کہ وہ اکیلے رہ سکتے ہیں تو اُن کو از خود علیحدہ زندگی گزارنی چاہئے۔ والدین جنہوں نے ساری زندگی محنت کر کے اولاد کی پرورش کی ہوتی ہے اُن کا حق ہے وہ اپنی زندگی جئیں اور دونوں میاں بیوی اکٹھے وقت گزاریں ایسا کریں تو بہت خوشی ملے گی والدین خود بھی سیریں کریں اور وہ کچھ کریں جو وہ زندگی بھر مصروفیت کی وجہ سے نہیں کر سکے۔ میں ایک ایسے خوش نصیب میاں بیوی کو دیکھتی ہوں جو اپنی تمام ذمہ داریوں سے فارغ ہو کر ہر وقت دنیا میں گھوم رہے ہوتے ہیں۔ وقفِ عارضی بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ہیں جس ملک میں جاتے ہیں وقفِ عارضی سے وہاں خدمتِ دین بھی کرتے ہیں۔ حج کیے عمرے کیے اکثر قادیان بھی زیارت کے لئے گئے۔ کتنا اچھا لگتا ہے اُن کو دیکھ کر کتنی اچھی اور خوشگوار زندگی گزار رہے ہیں۔ اُن کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے وہ ہمیشہ مجھے ہر ملک سے اچھی یادگار تصویریں بھیجتے رہتے ہیں۔ سچ پوچھیں تو رشک آتا ہے اُن پر۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُن کو ایسے ہی رکھے۔ اور باقی باہمت جوڑے بھی اپنی زندگی کی خوشیاں حاصل کرسکیں۔ ضروری نہیں ہے کہ سب دوسرے ملکوں میں ہی جا کر خوشیاں ڈھونڈیں۔ جو بھی آپ کو پسند ہو وہ کریں کتابیں پڑھیں، لائبریری جائیں اور کچھ نہیں تو اپنے گارڈن میں باغبانی سے شوق پورا کریں غرض تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو مصروف رکھیں۔ اس طرح خدا کے فضل سے آپ کافی حد تک بیماریوں اور مایوس زندگی سے بھی بچ سکتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم مصروف اور صحت مند زندگی گزار سکیں۔ آمین

اس طرح سے والدین اپنے گھر میں اپنی مرضی کی زندگی گزار سکتے ہیں اور سب کو سکون اور خوشی ملتی ہے اُن کے سب بچے آسانی سے اپنے والدین کو ملنے آسکتے ہیں اور خدمت بھی کر سکتے ہیں ہاں جب مجبوری ہو جائے تب اولاد کی ذمہ داری ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق ”اُف“ کہے بغیر خدمت کریں۔

اگر والدین یا دونوں میں سے ایک جو اپنے بیٹے یا بیٹی کے ساتھ رہتا ہو اُن پر بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اب اپنے نہیں اپنے بچوں کے گھر میں رہ رہے ہیں اُن کی اپنی فیملی کی ذمہ داری بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذمہ

لگائی ہوئی ہے وہاں زیادہ دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر آپ صحت مند ہیں اور اس قابل ہیں تو اپنے کام خود کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح بچوں پر بوجھ بھی نہیں بنتے اور تھوڑے باہمت بھی رہتے ہیں اور سوچ لیں کہ یہ میرے کام ہیں میں نے خود ہی کرنا ہے۔ ماں باپ بچوں پر بوجھ نہیں ہوتے لیکن جس ملک میں ہم رہتے ہیں ہر بندہ مصروف ترین ہوتا ہے۔ میں دیکھتی ہوں مائیں بھاگم بھاگ بچوں کو سکول چھوڑنا، لے کر آنا، گھر کے تمام کام نپٹانا۔ اگر ماں جاب بھی کرتی ہے تو اور مزید ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ اسی طرح یہاں ان ملکوں میں تو باپ بھی خدا کے فضل سے ہاتھ بٹاتے ہیں لیکن پھر بھی بھاگم بھاگ ہوتی ہے ویک اینڈ پر شاپنگ لانڈری ہزاروں کام ہوتے ہیں اس پر اگر ہم ساسیں یا مائیں اپنے کام خود کر لیں تو یہی اُن کی مدد ہے سوائے اس کے کہ اگر کوئی والدین میں سے بیمار ہے یا معذور ہے پھر پہلے اُن کی خدمت ضروری ہے باقی کام بعد میں اللہ سب کو ایک دوسرے کی خدمت اور مدد کرنے کی توفیق دے یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن سے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے گھر میں سکون رہتا ہے۔

گھروں کے سکون پر بات ہو رہی ہو تو ساس بہو کے ذکر کے بغیر بات مکمل نہیں ہوتی۔ ہمارے پیارے حضور اکثر باہمی رشتوں اور رحمی رشتوں کی اہمیت پر خطبوں میں اور اپنی تقاریر میں نصیحت فرماتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی یہ رشتہ بھڑکنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اکثر کبھی بہو بیچاری ہوتی ہے اور کبھی ساس بیچاری ہوتی ہے۔ عورت ہی عورت کی دشمن بنی رہتی ہے اور بیٹے مشکل کا شکار رہتے ہیں۔ نئی دلہن جب گھر میں قدم رکھتی ہے تو باوجود اس کے وہ سمجھ دار عقلمند پڑھی لکھی ہوتی لیکن پھر بھی گھر داری کا تجربہ نہیں ہوتا اس طرح ساس پر زیادہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اُس آنے والی بچی کو تھوڑا وقت دیں تا کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال سکے اور نئے گھر کو سمجھ سکے، نیا گھر اور نئے گھر کی ہر چیز اُس کے لئے نئی ہوتی ہے۔ مجھے لگتا ہے جتنا نئی بچی کو پیار دیں گے اُس کو اور آپ سب گھر والوں کو شادی کی خوشیاں ہی ملیں گی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کوئی پودا لا کر نئی جگہ پر لگائیں تو اُس کی کتنی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے اُسے پانی دینا، دھوپ چھاؤں کا خیال رکھنا تب جا کر وہ پودا جڑ پکڑ تا ہے ایسے ہی وہ بچی ہوتی جس کو نئی جگہ سنبھلنے میں تھوڑے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اپنے تمام پیارے رشتوں کو چھوڑ کر ہمارے گھر آتی ہے اُس کو پیار اور محبت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

ہاں صرف یہاں یہ بھی بہت ضروری ہے کہ لڑکی کی والدہ کو بھی تھوڑی سمجھ داری سے کام لینا چاہئے کہ وہ ہر وقت اپنی بچی کو فون کر کر کے اُس کا حال نہ پوچھتی رہیں کیا کھایا کیا پیا، کیا سلوک ہے تمہارے ساتھ ایسی باتوں سے وہ نئے گھر کی ہر بات بتائے گی تو مشکلات بڑھ جاتی ہیں۔ اپنی بیٹی کو اپنے نئے گھر میں قدم جمانے میں مدد کریں۔ پھر دیکھیں! کیسا خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے خوش گوار گھر کا ماحول بنے گا اور بہترین زندگی ہوگی بہت چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جو ماں اگر اپنی بیٹی کو سمجھائے تو پھر دیکھیں! اُن کو سُکھ ہی سُکھ ہوگا۔ انشاء اللہ

گھر میں بچوں کے دادا، دادی، یا نانا، نانی رہتے ہیں تو بچوں کو بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ نمازیں اور قرآن کریم پڑھتے دیکھتے ہیں اگر آج وہ نہیں پڑھ رہے تو زندگی بھر اُن کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو نمازیں اور قرآن کریم پڑھتے دیکھا ہے وہ خود بھی پڑھنے کی کوشش کریں گے۔ چونکہ ہمارے بڑوں کو ہر وقت سلام کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ بسم اللہ سے کام شروع کرتے ہیں۔ اس طرح بچوں کو سلام کرنے کی عادت ہو جاتی ہے اور بہت کچھ بن بتائے سیکھنے کو ملتا اور ہر وقت بہت ساری بڑوں سے دعائیں ملتی ہیں۔ اس طرح سے اسلامی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ الحمد للہ

بڑوں بزرگوں پر بھی یہ لازم ہے کہ وہ بچوں یا بچوں کے والدین کے ساتھ ہر وقت نوک جھونک نہ کریں۔ اگر اچھی بات سمجھانی بھی ہے تو بہت آرام اور تحمل سے بات کریں بچے بھی اُتنی ہی عزت چاہتے ہیں جتنی ہم سب بڑوں کو ضرورت ہے۔ دادا، دادی یا نانا، نانی بچوں کے ساتھ اپنا خود سے ایک پیار و محبت والا دوستانہ رشتہ بنائیں اُن کو اپنے پیار کا احساس دلائیں ہر وقت شکوہ شکایت نہ کریں۔ کبھی موقع ملے تو آپ اپنے بچوں کو تحفہ دیں یا اُن کو اپنے پیسوں سے کھانا کھلائیں۔ دیکھیں! بچے کیسے خود بخود آپ کے پاس آئیں گے۔ بچوں کو بھی معاف کرنا سیکھیں۔ اسی طرح بڑوں کو پیسوں یا تحفوں کی ضرورت نہیں ہوتی بس اُن کو تو تھوڑا پیار بھرا وقت مل جائے یا مسکرا کر دیکھ لیں اُن کے لئے بہت ہوتا ہے۔

پھر اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اگر آپ اپنے بیٹے یا بیٹی کے ساتھ رہتے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ جب بھی وہ اپنے بچوں کے ساتھ ڈنر پر جائیں یا سیر و تفریح کے لئے جائیں تو آپ اُن کے ساتھ ہی جانے کی ضد کریں بلکہ خوشی سے اُن کو اجازت دیں کہ وہ بھی اپنی فیملی کے ساتھ اچھا زندگی گزار سکیں جیسے کہ آپ نے اپنے زمانہ میں گزاری ہوگی۔ بچوں پر بھی واجب ہے کہ جب وہ واپس گھر آئیں تو جو گھر میں ماں یا ساس یا والد صاحب ہیں تو اُن کے لئے کوئی چھوٹی سی چیز تحفہ میں لے کر آئیں اگر آپ ڈنر پر بھی گئے ہیں تو آتے ہوئے اُن کے لئے بھی کوئی کھانے پینے کی چیز لے کر آئیں یہ بہت سوچ رکھنے والی باتیں ہوتی ہیں ان سے پیار اور عزت بڑھتی ہے اور گھر کا ماحول خوش گوار رہتا ہے۔

کار کی فرنٹ سیٹ جو بیٹے کے لئے ہمیشہ مشکل بنی رہتی ہے کہ کار میں فرنٹ سیٹ پر ماں کو بٹھاؤں یا بیوی کو اکثر ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کا میرا حق ہے جب کہ بہو کا شوق ہوتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے۔ بیٹا بیچارا مشکل میں پھنسا رہتا ہے کہ کیا کروں۔ مجھے لگتا ہے ماں نے الحمد للہ پوری زندگی فرنٹ سیٹ پر اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر شوق پورا کر لیا ہوتا ہے۔ اب بہو کو اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر دل خوش کرنے دیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو بیٹوں کی ماؤں کو عقلمندی سے ادا کرنی چاہئیں ان سے آپ کے لئے بھی اور آپ کے بیٹے کے لئے بھی سکون کا باعث ہے۔ ہمیشہ خوشی سے جئیں اور خوشی سے جینے دیں اور محبتوں کے مرہم لگائیں۔

الحمد للہ! ہماری جماعت میں وصیت کا نظام قائم ہے اور ہم سب بہت شوق اور خوشی سے اس نظام میں شامل ہوتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ہم سب اپنی زندگی میں ہی ادا کر سکیں (اللہ ہمیں توفیق بخشے۔ آمین) لیکن بعض اوقات ایسے نہیں ہوتا کہ ہم اپنی زندگی میں ادا کر سکیں تو جماعت اور وصیت گزار کی فیملی کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اپنی وصیت کرتے وقت بھی اچھی طرح سوچ سمجھ کر وصیت کریں شوق سے کریں وصیت کا بہت بڑا ثواب ہے لیکن کوشش کریں کہ خود اپنی زندگی میں خود سے ادا کریں نا کہ اس کو اپنے بچوں کے سر پر قرض چھوڑ جائیں۔ اکثر بچوں کے لئے مشکلات ہو جاتی ہیں اُس وعدہ کو نبھانے کے لئے جو ہم نے کیا ہوتا ہے لیکن زندگی میں مجبوریوں کی وجہ سے ادا نہیں کر سکے۔ وہ ہماری اولاد کے لئے کبھی خوشی نہیں مصیبت بن جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کے ایسے حالات نہیں ہوتے کہ وہ قرض لے کر ادا کر سکیں۔

آپ پوچھ سکتے ہیں کہ صفیہ سامی کیا تم اِن ساری باتوں پر عمل کرتی ہو؟ جی ہاں کچھ نا کچھ جو مالی معاملات ہیں اُن پر کوشش کی ہے۔ لیکن سچ پوچھیں یہ جو میں نے اتنا کچھ لکھ دیا ہے یہ سب میں اپنی تربیت کے لئے ہی لکھتی رہتی ہوں۔ جب لکھ رہی ہوتی ہوں تو اپنے اندر کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے آپ کو سدھارنے کی کوشش کر رہی ہوتی ہوں۔ ورنہ تو مجھ سے بھی بہت بہتر لکھنے والے قلمکار موجود ہیں جو بہت اچھی اچھی باتیں لکھتے رہتے ہیں۔ اللہ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں خود بھی ان ساری اچھی باتوں پر عمل کرنے والی بن جاؤں۔ میری وجہ سے میری بہوں، بیٹیوں، بیٹوں اور دامادوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور اسی طرح میں اپنے پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کے لئے ایک اچھا نمونہ چھوڑ کر جاؤں جس پر وہ ہمیشہ فخر کر سکیں۔ آمین اللھم آمین

محمد انور شہزاد

دلچسپ و مفید واقعات و حکایات

بیان فرمودہ

حضرت مصلح موعودؓ

قسط 11

اسلام کھیلوں سے منع نہیں کرتا

یہ امر یاد رکھو کہ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اپنے لڑکوں کو افسردہ دل اور افسردہ دماغ بناؤ بلکہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ اَلصَّبِیُّ صَبِیٌّ وَلَوْ کَانَ نَبِیًّا یعنی بچہ بچہ ہی ہوتا ہے خواہ اس نے بعد میں نبی ہی کیوں نہ بن جانا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی ثابت ہے کہ آپ بچپن میں کبھی چڑیوں کا شکار کرتے، کبھی غلیلیں بناتے اور کبھی سواری سیکھتے۔ گویا اس زمانہ کے نبی اور مامور نے بھی بچپن کی عمر میں کھیلوں میں حصہ لیا ہے اور جب آپ نے اس میں حصہ لیا تو اور کون ہے جو کھیلوں میں حصہ لینا خلافِ اسلام قرار دے۔

حقیقت یہ ہے کہ جن بچوں کو کھیلنے سے روکا جاتا ہے وہ کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ ہماری جماعت کے ہی ایک مشہور کارکن ہیں اُن کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے بچے کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے ہو کر ان کا وہ بچہ نہ دنیا کا رہا نہ دین کا۔

میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ وہ لڑکا جسے دوسروں سے الگ رکھا جائے گا وہ دوسروں سے زیادہ اچھا کبھی نہیں بن سکے گا کیونکہ اس میں قوتِ عملیہ مفقود ہوگی۔ پس میں یہ نہیں کہتا کہ تم اپنے بچوں کو نہ کھلاؤ۔ انہیں کھلاؤ اور پہلے سے زیادہ کھلاؤ اور جتنا ہنسی مذاق وہ پہلے کیا کرتے ہیں اُس سے بھی زیادہ ہنسی مذاق اُنہیں کرنے دو۔

میں صرف یہ کہتا ہوں کہ تم ان کی کھیلوں کو مہذب اور اُن کی ہنسی اور مذاق کو شُستہ بنادو اور ان پر یہ اثر ڈالو کہ تمہیں ان کی کھیلوں سے دلچسپی ہے۔....میں نے خود ایک ایسا کھیل سیکھا ہوا ہے کہ اگر آج کوئی بچہ وہی کھیل سیکھنے لگے تو شاید پچاس ساٹھ فیصدی احمدی کہنے لگ جائیں کہ توبہ توبہ کیسی لغو کھیل سیکھ رہا ہے حالانکہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدد سے وہ کھیل سیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک احمدی دوست آئے اور کہنے لگے میرا دل چاہتا ہے کہ میں حضور کو کسی طرح خوش کروں۔ مگر میں غریب آدمی ہوں نذرانہ دے نہیں سکتا اور عالم بھی نہیں کہ اپنے علم کے زور سے کوئی خدمت بجالا سکوں۔ مجھے صرف تماشے دکھانے آتے ہیں اگر اجازت ہو تو میں حضور کو وہ تماشے مسجد میں دکھادوں۔ اگر آج کسی مسجد میں تماشہ دکھایا جانے لگے تو شاید اسّی فیصدی احمدی شور مچادیں کہ یہ کفر ہوگیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا بہت اچھا ہم تماشہ دیکھیں گے۔

چنانچہ وہ مداری کا تھیلا لے کر مسجد مبارک میں مغرب کی نماز کے وقت آگئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز مغرب کے بعد مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور ان صاحب نے اپنے کرتب دکھانے شروع کیے۔ کبھی گولہ غائب کر دیتے، کبھی تاش اُڑانے لگ جاتے، کبھی کچھ کرتے اور کبھی کچھ۔ مجھے خوب یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے بائیں طرف گوشہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بیٹھے تھے اور آپ سے ذرا پرے حضرت خلیفۂ اول مولوی نورالدین صاحب بیٹھے تھے۔ حضور کے بائیں طرف میں بیٹھا تھا اور مجھ سے ہٹ کر ایک طرف پیر سراج الحق صاحب تھے۔

غرض اُس نے عجیب و غریب تماشے دکھانے شروع کر دیے۔ کبھی بوتل دکھاتا اور پھر وہ غائب ہو جاتی اور اس کی جگہ گلاس آجاتا اور کبھی گلاس بھی غائب ہو جاتا۔ مولوی عبدالکریم صاحب بہت سادہ طبیعت کے تھے۔ وہ تماشہ دیکھتے جائیں اور سُبحَانَ اللّٰہِ سُبحَانَ اللّٰہِ کہتے جائیں۔ مگر حضرت خلیفہ اول ان باتوں کو جانتے تھے اور وہ تو اس کا پول بھی کھولنے لگے تھے مگر پھر اُس کی درخواست پر رُک گئے۔

بہرحال اُس نے مسجد مبارک میں تماشے دکھائے اور میں نے بھی دیکھے۔ میرے لئے یہ بات ایسی عجیب تھی کہ گویا آسمان کے فرشتوں نے کائنات کے تمام اسرار کھول کر میرے سامنے رکھ دیئے ہیں۔

جب کھیل ختم ہوگیا تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر زور دینا شروع کر دیا کہ ان صاحب سے کہیں کہ یہ کھیل مجھے بھی سکھادیں۔ جب میرا اصرار بہت ہی بڑھ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس دوست کے نام ایک رُقعہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ:-

مکرمی فلاں صاحب!

محمود کو آپ کی کھیلیں سیکھنے کا بہت شوق پیدا ہوگیا ہے اور وہ بار بار مجھے دِق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کھیلیں اسے سکھادی جائیں آپ کا تو یہ پیشہ ہے اس لئے میں زور نہیں دیتا لیکن اگر آپ کا کوئی حرج نہ ہو تو بعض کھیلیں محمود کو سکھا دیں۔

چنانچہ میں باقاعدہ اس مداری کا شاگرد بنا اور پانچ سات دنوں میں اُن کرتبوں کا ایک حصہ اس نے مجھے سکھادیا۔

اب اگر کوئی مداری کے کھیل سیکھنا چاہے تو تم فوراً کہہ دو گے کہ توبہ! توبہ! یہ تو بڑے گناہ کی بات ہے حالانکہ میں نے خود یہ کھیل سیکھا اور نہ صرف سیکھا بلکہ کئی دفعہ اپنے گھر میں دوسروں کو بھی میں نے یہ کھیل دکھائے ہیں۔

اب تو ایک عرصہ سے مجھے اس کا موقع نہیں ملا لیکن اس سے پہلے کبھی فرصت کا وقت ہوا اور بچوں سے باتوں میں مشغول ہوا تو میں انہیں بعض کھیل دکھادیا کرتا تھا۔ میرے ایک بھتیجے کا ایک لطیفہ ہے جو اب تک مجھے یاد ہے۔ 41-51 سال کی بات ہے میاں بشیر احمد صاحب کا لڑکا منیر احمد ابھی چھوٹا بچہ تھا کہ ایک دن بعض بچوں کے کہنے پر میں نے بعض کھیل اُنہیں دکھائے۔

عزیزم منیر احمد بہت چھوٹا تھا اور کرسی پر سامنے بیٹھا تھا۔ باقی تو ان

کھیلوں پر بڑا تعجب کرتے رہے مگر میں نے دیکھا کہ منیر پتھر کی طرح کرسی پر جم کر بیٹھا رہا اور جب تک میں کھیلیں دکھاتا رہا وہ برابر مجھے گھورتا چلا گیا۔ چار پانچ منٹ بچوں کا دل خوش کرنے کے بعد جب میں نے بچوں سے پوچھا اور وہ سب اپنی حیرت کا اظہار کر چکے تو میں نے منیر سے بھی پوچھا منیر تم نے کیا دیکھا؟

اس پر وہ بے ساختہ کہنے لگا۔ چچا ابا! جان بھی دیو میں جاندا ہاں تہاڈی چلاکیاں نوں۔ یعنی چچا ابا! آپ جانے بھی دیں میں آپ کی چالاکیوں کو خوب جانتا ہوں۔ ہم سب لوگ دیر تک اُس کے اِس فقرہ پر ہنستے رہے۔ اب منیر کو کبھی یہ بات یاد کرائی جاتی ہے تو وہ بڑا شرمندہ ہوتا ہے۔

تو اس قسم کی کئی کھیلیں ہیں جو ہم کھیلتے رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے بچپن میں کئی کھیلیں کھیلیں اور ہمیں بعض کھیل دیکھنے کے لئے بھجواتے رہے اور بعض دفعہ مداریوں کا تماشہ گھر کے دروازہ پر بچوں کے دیکھنے کے لئے اجازت دی۔

پس کھیلوں میں حصہ لینا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اگر بچے کھیلوں کی طرف توجہ نہ کریں تو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اُن کی اخلاقی حالت اچھی نہیں ہوگی۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 564-567)

دنیا کوئی حقیقت نہیں رکھتی

خدا تعالیٰ کے نزدیک دین ہی سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے دنیا کے کام جب دین کے مقابل پر آئیں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں مٹانے سے دریغ نہیں کرتا۔ یا پھر وہ ان دنیاوی کاموں کو مٹانے سے دریغ کرتا ہے جو دینی کاموں کی تائید میں ہوں۔ یا کسی دینی کام کے مخالف نہ ہوں اور کسی دینی کام کے مقابل پر نہ آئیں۔ ذیل کی روایت روایتاً خواہ کیسی ہی کمزور ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کی اچھی مثال ہے۔

کہتے ہیں کہ جب طوفانِ نوح آیا اور پانی بہت اونچا ہونے لگا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ پانی کافی اونچا ہوگیا ہے، کافی تباہی آچکی ہے اب اسے بند کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابھی اور اونچا ہونے دو۔ پھر اَور اونچا ہوا۔ تو فرشتوں نے عرض کیا کہ اب بند کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ابھی اور اونچا ہونے دو فلاں پہاڑ کی چوٹی پر ایک درخت کی اوپر کی شاخ پر ایک چڑیا کا بچہ ہے وہ پیاسا ہے

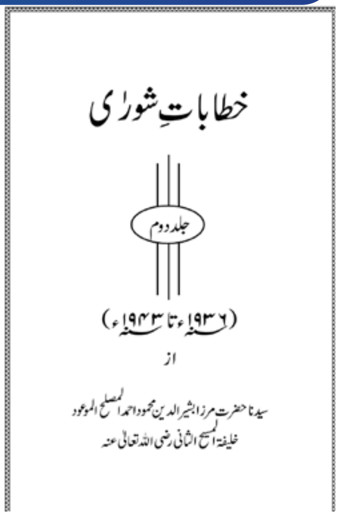

جب تک وہ اپنی چونچ سے نہ پی لے طوفان بند نہ کرو۔

تو دنیا اپنی ظاہری شان و شوکت کے باوجود کوئی حقیقت نہیں رکھتی بِالخصوص جب وہ دین کے مقابل پر آئے تو اللہ تعالیٰ اسے تباہ کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 587-586)

زہر دے دیا تریاق پسند نہیں

ایک احمدی طالب علم نے مجھے ایک دفعہ لکھا کہ میرے والد صاحب میرے نام اخبار الفضل جاری نہیں کراتے۔

ان کی دو بیویاں تھیں اور پہلی کے ساتھ اُن کے تعلقات کشیدہ تھے۔ مَیں نے خیال کیا کہ یہ بیٹا اُس بیوی سے ہوگا مگر جب مَیں نے ان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ ان کی دوسری بیوی سے ہے۔ جب مَیں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ اس کے نام الفضل کیوں جاری نہیں کراتے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ مذہب کے بارہ میں اِس کی رائے آزاد رہے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ آپ نے اسے دُنیوی تعلیم کے لئے کالج میں بھیجا ہوا ہے جہاں وہ فلسفہ کی کتابیں اس پر اثر ڈالتی ہیں جو وہ پڑھتا ہے۔ جہاں اُس کے استاد اور دوست اثر ڈالتے ہیں۔ آپ کا یہ خیال ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اس کے مذہبی خیالات پر گمراہ کن اثر نہیں ڈالتا؟ آپ نے اس کے لئے زہر کا انتظام تو کر رکھا ہے مگر تریاق آپ کو پسند نہیں۔

وہ جن کا کوئی حق نہ تھا کہ اسے مذہب کے بارہ میں کچھ سکھاتے وہ تو سکھا رہے ہیں مگر آپ جن کا فرض تھا اس سے غافل ہیں۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 593-592)

دل میں ایمان ہو تو تعلیم و تربیت درست ہو جاتی ہے

اپنی نیتوں کو درست کرلو اور تعلیم و تربیت کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ دیکھو قرآن کریم نے کیسی موٹی مثال تربیت کی دی ہے۔

فرعون حضرت موسیٰ کے مقابلہ پر بازیگروں کو لایا۔ ان لوگوں کی تربیت اور اخلاق جس قسم کے ہوتے ہیں وہ سب جانتے ہیں۔ یہ لوگ ذلیل طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے سب کام ایک دھوکا کی شکل رکھتے ہیں ہاتھ اِدھر مارا اور چیز اُدھر سے نکال دی۔ ظاہر ایسا کرتے ہیں کہ گویا وہ پیٹ میں سے گولہ نکال رہے ہیں لیکن نکالتے دراصل آستین میں سے ہیں۔

چنانچہ جب ان کو فرعون نے حضرت موسیٰ کے مقابلہ کے لئے بُلایا تو اُنہوں نے پہلے یہی کہا کہ اچھا اگر ہم خوش کریں گے تو آپ کیا دیں گے؟ اس سے بھی اُن لوگوں کی ذہنیت کا اندازہ ہوسکتا ہے؛ لیکن جب حضرت موسیٰؑ کے معجزہ نے ان کو مغلوب کر دیا اور ان پر ظاہر ہو گیا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو فوراً ایمان لے آئے۔

یہاں تک تو دلیل کی بات تھی جو انہوں نے مان لی مگر آگے تربیت کا حصہ ہے۔ فرعون نے ان کو دھمکی دی کہ میں تمہیں بہت اذیت دوں گا بلکہ یہاں تک کہا کہ صلیب پر لٹکادوں گا کیونکہ تم لوگوں نے مجھے ذلیل کرایا ہے۔

تو دیکھو وہی لوگ جو ایک منٹ پہلے کہہ رہے تھے کہ اچھا مولا خوش کریں گے تو دلاؤ گے کیا؟ وہ فرعون کی اِس دھمکی کے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر تو ہمیں پھانسی بھی دے دے گا تو کیا، تو ہماری جان ہی لے سکتا ہے اس سے زیادہ کیا کرسکتا ہے۔ تو یہ تربیت ایمان کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے کہ ایک بڑھیا عورت کو ایک پیسہ کا خط اس کا کوئی عزیز لکھتا ہے تو وہ جب تک اسے سات مختلف لوگوں سے پڑھوا کر نہ سن لے اُسے چین نہیں آتا لیکن قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے اس کے پڑھنے کی طرف مسلمانوں کو کوئی توجہ نہیں۔

پس اپنے دلوں میں ایمان پیدا کرو۔ اگر دل میں ایمان پیدا ہو جائے تو تعلیم و تربیت خود بخود درست ہو جاتی ہے۔

پس میری آپ لوگوں کو پہلی اور آخری نصیحت یہی ہے کہ اپنے دلوں میں ایمان پیدا کرو۔ اپنی اور اپنی اولادوں کی تعلیم و تربیت کا خود فکر کرو۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 597-596)

قرآن میں تاثیر ہوئی تو مسلمان ہو جائیں گے

مہاشہ محمد عمر صاحب نے بھی پنجاب یونیورسٹی سے مولوی عالم کی ڈگری کے برابر ڈگری سنسکرت میں حاصل کی ہوئی ہے یہ مادر زاد ہندو ہیں اس لئے ان کا لہجہ وغیرہ بھی ہندوانہ ہے........ غالباً 1922ء کی بات ہے کہ مہاشہ محمد عمر صاحب ہندو طالب علموں کی ایک پارٹی کے ساتھ مجھے ملنے کے لئے آئے تھے۔

گوروکل کانگڑی کے ایک پروفیسر صاحب یہاں ایک جلسہ پر آئے تھے اور اپنی بہادری دکھانے کے لئے کہ دیکھو میں کیسی اچھی تقریر کرتا ہوں طالب علموں کی ایک پارٹی کو بھی ساتھ لے آئے۔ اُنہوں نے طلباء کو مجھ سے ملنے کے لئے بھی بھیجا۔

اُس وقت مہاشہ محمد عمر بھی ان کے ساتھ تھے مَیں نے طالب علموں سے کہا پروفیسر صاحب سے کہو کہ آپ اپنے چند طالب علم یہاں بھیج دیں میں خود اُن کو قرآن پڑھاؤں گا۔

اِسی طرح میں چند طالب علم بھیجتا ہوں جن کو وہ وید پڑھائیں۔ خرچ اپنے طالب علموں کا بھی اور اُن کے بھیجے ہوئے طالب علموں کا بھی مَیں ہی دوں گا۔

اگر قرآن کریم میں تاثیر ہوگی تو ان کے بھیجے ہوئے طالب علموں کو میں مسلمان کرلوں گا اور اگر ویدوں میں تاثیر ہوگی تو ہمارے طالب علموں کو وہ ہندو کرسکیں گے اور یہ ہم دونوں کا امتحان ہوگا مگر اُنہوں نے اِس تجویز کو نہ مانا۔

مہاشہ محمد عمر صاحب بھی اِس پارٹی میں تھے اُن کے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ چند دنوں کے بعد بھاگ کر یہاں آ گئے۔

(خطبات شوریٰ جلد 2ص 607-606)

چالاکیاں ہی نقصان پہنچاتی ہیں

کہتے ہیں کوئی شخص کسی درزی کے پاس کپڑا لے کر گیا اور کہنے لگا کہ کیا اس کپڑے کی دو ٹوپیاں بن جائیں گی؟

اُس نے کہا کہ ہاں دو ٹوپیاں تیار ہو جائیں گی۔ وہ کہنے لگا کیا اس کی تین ٹوپیاں بن سکتی ہیں؟

درزی نے کہا تین بھی بن سکتی ہیں اس پر وہ کہنے لگا اچھا بتاؤ کیا اس کپڑے کی چار ٹوپیاں بن جائیں گی؟

اس نے کہا کہ ہاں اگر آپ چاہیں تو چار ٹوپیاں بھی بن سکتی ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا اس کی پانچ ٹوپیاں بن سکتی ہیں؟

درزی نے کہا کہ پانچ بھی بن سکتی ہیں۔ اِسی طرح بڑھتے بڑھتے وہ آٹھ تک پہنچا اور درزی نے پھر بھی یہی کہا کہ ہاں اِس کی آٹھ ٹوپیاں بھی بن سکتی ہیں۔

چنانچہ اُس نے کہا بہت اچھا اس کی آٹھ ٹوپیاں تیار کر دو۔ درزی نے کپڑا رکھ لیا اور وہ شخص چلا گیا۔ جب چند دنوں کے بعد وہ ٹوپیاں لینے کے لئے آیا تو درزی نے چوہے کے سر جیسی آٹھ ٹوپیاں اُس کے سامنے رکھ دیں۔ وہ کہنے لگا ہیں یہ کیا، اتنی چھوٹی چھوٹی ٹوپیاں بنانے کے لئے کس نے کہا تھا؟

درزی نے کہا اپنا کپڑا ناپ لیجئے اگر اِس میں سے کچھ کم ہو تو آپ مجھے کوسیں ورنہ آپ جتنے کپڑے میں مجھے آٹھ ٹوپیاں بنانے کے لئے کہہ گئے تھے اتنے کپڑے کی آٹھ ٹوپیاں تیار کر دی گئی ہیں۔ اگر آپ کو اب تکلیف ہوئی ہے تو اِس کے ذمہ دار آپ ہیں میں نہیں۔۔۔۔ درحقیقت جب بھی تقویٰ کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا تو اس کا نتیجہ ایسا ہی نکلے گا۔۔۔ جب بھی انسان پوری طرح تقویٰ سے کام نہ لے گا، وہ ضرور پھنسے گا۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 626-625)

یہ اطاعت نہیں ہے

قصہ مشہور ہے کہ ایک چوہے نے کسی اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور کئی میل تک چلا گیا۔ اونٹ بھی خاموشی سے اُس کے پیچھے چلتا رہا۔ یہاں تک کہ چلتے چلتے سامنے دریا آ گیا۔ اونٹ نے دریا کو دیکھا تو رُک گیا اور اُس نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ یہ دیکھ کر چوہا کہنے لگا اب تک تو تم میری اطاعت کرتے آئے تھے یہ کیا ہوا کہ یہاں آ کر تم نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا؟

اونٹ کہنے لگا میں تمہاری اطاعت تو نہیں کر رہا تھا میری تو اپنی مرضی اِس طرف آنے کی تھی تم نے یہ سمجھ لیا کہ میں تمہاری اطاعت کر رہا ہوں۔ اب آگے جانے کی میری مرضی نہیں اِس لئے میں تمہارے ساتھ نہیں چلتا۔

اِس قِصّہ میں یہی بتایا گیا ہے کہ کئی اطاعتیں ایسی ہوتی ہیں جو بظاہر تو اطاعتیں نظر آتی ہیں مگر درحقیقت اُن میں انسان کی اپنی مرضی اور رضا کا دخل ہوتا ہے۔ جب تک اس کے منشاء کے مطابق کام ہوتا رہتا ہے وہ چلتا چلا جاتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اطاعت کر رہا ہے مگر جونہی اس کی طبیعت کے خلاف کوئی بات آ جاتی ہے اُس کا تمام تعاون جاتا رہتا ہے اور وہ مخالفت کرنے لگ جاتا ہے۔ جس سے صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ اُس کا تعاون اپنی مرضی کے لئے تھا اطاعت اور فرمانبرداری کا اس میں دخل نہیں تھا۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 655)

آزادانہ زندگی پر خانگی زندگی کو ترجیح

اگر مجبوری نہ ہو تو کون ہے جو یورپ کے فلسفہ کے آگے سر جھکا سکے۔ ہم نے تو دیکھا ہے کہ یورپ کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی کی فضاء میں جن عورتوں نے پرورش پائی ہوئی ہوتی ہے وہ بھی جب دیکھتی ہیں کہ اُن کے تمام حقوق اُن کو مل گئے ہیں تو یورپ کی آزادانہ فضاء کو ایک لحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتیں۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ایک ریاست میں سے کوئی مسلمان لوہار ولایت گیا۔ تو وہاں سے وہ ایک انگریز عورت کو بیاہ لایا۔ وہ ہندوستان آ کر اُسی طرح پردہ کرتی تھی جس طرح مسلمان عورتیں پردہ کرتی ہیں بلکہ گھر

کے کام میں بھی وہ پورا حصہ لیتی۔ چکّی اپنے ہاتھوں سے پیستی اور صبح شام خاوند کو روٹی پکا کر دیتی۔

کچھ عرصہ کے بعد لوگوں میں یہ بات مشہور ہوئی تو کسی شخص نے ریذیڈنٹ کو ایک چٹھی لکھ دی کہ اس اس طرح ریاست میں فلاں لوہار نے ایک انگریز عورت کو قید کر رکھا ہے۔ ریذیڈنٹ نے نواب صاحب کو لکھا کہ فوراً تحقیقات کی جائے اور عورت کو اس سے چھڑایا جائے۔ ریاستوں کے نواب بظاہر تو نواب کہلاتے ہیں مگر ریذیڈنٹ کے مقابلہ میں خادموں کی طرح ہوتے ہیں۔ اُس کے پاس چٹھی پہنچی تو کانپنے لگ گیا کہ اب نہ معلوم میرے ساتھ کیا سلوک ہو۔ چنانچہ اُس نے لوہار کو بلایا اور اُسے خوب ڈانٹا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے اور اُسے کہا کہ وہ فوراً عورت کو رخصت کر دے ورنہ اس کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا جائے گا۔

لوہار نے کہا کہ صاحب! مجھے کوئی اعتراض نہیں میں بھیجنے کے لئے تیار ہوں آپ اُس سے بھی تو دریافت فرمالیں کہ آیا وہ واپس جانے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ اس سے پوچھا گیا تو وہ کہنے لگی یہ لوگ ہیں کون جو میرے ذاتی معاملات میں دخل دیتے ہیں۔ مَیں نے جو کچھ کیا اپنی مرضی سے کیا ان کا کیا اختیار ہے کہ مجھے زبردستی واپس بھجوانے کی کوشش کریں۔ اُس سے کہا گیا کہ دیکھو یہ شخص تم سے چکّی پسواتا ہے، صبح شام کھانا تیار کراتا ہے اور گھر کا تمام کام لیتا ہے، یہ سلوک نہایت ہی نامناسب ہے، پس ایسے شخص کے پاس ایک منٹ بھی نہیں رہنا چاہئے۔

اس نے کہا چکّی میں اپنی مرضی سے پیستی ہوں، پر وہ اپنی مرضی سے کرتی ہوں، کھانا اپنی مرضی سے پکاتی ہوں اس پر کسی اَور کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ مَیں نے تو جب اِس خاوند کو اپنے لئے پسند کیا تھا اُسی وقت فیصلہ کرلیا تھا کہ جو رواج اس کے ملک کا ہو گا وہی میں قبول کروں گی۔ چنانچہ اب مَیں خوشی سے اِس رواج کو قبول کر چکی ہوں کسی شخص کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس بارہ میں دخل دے اور مجھے اپنے خاوند سے الگ کرنے کی کوشش کرے۔

آخر نواب صاحب نے مجبور ہو کر ریذیڈنٹ کو لکھا کہ وہ عورت قید نہیں بلکہ آرام سے گھر میں رہتی ہے۔ ہم نے خود اُسے بلا کر تمام حالات دریافت کیے ہیں اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی خوشی اور رضامندی سے اس کے گھر میں رہتی ہے، زبردستی اُسے نہیں رکھا گیا اور اب وہ اس گھر کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اگر کہا جائے تو زبردستی اس کو بھجوا دیا جائے۔

گورنمنٹ نے جواب دیا کہ ہمارا یہ منشاء نہ تھا۔ اگر وہ خوشی سے رہتی ہے تو اس کا اختیار ہے۔

تو ایسی مثالیں یورپین عورتوں کی بھی ملتی ہیں کہ جب انہیں تمام حقوق دے دیئے گئے تو انہوں نے یورپ کی آزادانہ زندگی پر خانگی زندگی کو ہزار درجہ زیادہ ترجیح دی اور باوجود لوگوں کے بہکانے اور اکسانے کے وہ اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئیں۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 676-677)

ہمارے ہاں کوئی بد دیانتی نہیں کرتا

ہمارے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے چندہ کی وصولی میں اتنی غیر معمولی دیانت پائی جاتی ہے کہ اس زمانہ میں کسی قوم میں بھی ایسی مثال نہیں ملتی۔ مَیں ایک دفعہ شملہ میں تھا کہ ایک بڑے گورنمنٹ افسر نے دعوت کی اور اس میں مجھے بھی مدعو کیا۔ مَیں نے کہا کہ مَیں شامل نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسی دعوتوں میں انگریز افسروں کے ساتھ اُن کی بیویاں بھی آجاتی ہیں اور وہ مصافحہ کرنا چاہتی ہیں اور مَیں نے مصافحہ کرنا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اُنہیں تکلیف ہوتی ہے مگر اُنہوں نے اصرار کیا اور کہا کہ آپ ضرور شامل ہوں، ہم آپ کو ایک طرف بٹھا دیں گے۔ چنانچہ مَیں اس دعوت میں شریک ہوگیا۔

مسٹر کرک لینڈ کوآپریٹو سوسائٹیز کے ایک انگریز رجسٹرار تھے۔ انہیں جب میرا پتہ لگا تو وہ میرے پاس آبیٹھے اور کہنے لگے کہ ہمارے پاس طاقت بھی ہے حکومت بھی ہے مگر پھر بھی ہمارے ملازموں میں بڑی بددیانتی پائی جاتی ہے۔ آپ کی جماعت بھی چندے وصول کرتی ہے آپ نے اس بددیانتی کو دُور کرنے کا کیا علاج کیا ہوا ہے؟

مَیں نے کہا ہمارے ہاں کوئی بددیانتی نہیں کرتا کیونکہ ان کا ایمان ہے کہ بددیانتی انسان کے ایمان کو ضائع کر دیتی ہے۔ بے شک ہم کسی طاقت یا حکومت کا دباؤ اُن پر نہیں ڈال سکتے مگر ایمان کا دباؤ ایسی چیز ہے کہ جو کام حکومت کے دباؤ سے نہیں ہوسکتا وہ ایمان کے دباؤ سے ہو جاتا ہے اور اصل چیز ایمان ہی ہے۔ یہ اگر دل میں پیدا ہو جائے تو انسان نہ بددیانتی کرتا ہے، نہ چوری کرتا ہے، نہ ڈاکہ ڈالتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ چیزیں اس کے ایمان کو ضائع کرنے والی ہیں۔

وہ انگریز افسر اُس وقت چھٹی پر انگلستان جا رہا تھا۔ میری ان باتوں سے اس قدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا اگر میں واپس آیا تو میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ کوآپریٹو سوسائٹیز کے انسپکٹر پہلے چھ ماہ کے لئے امام جماعت احمدیہ کے پاس بھیج دیئے جایا کریں تا کہ وہ ان میں دیانت کی روح پیدا کریں۔

مَیں نے کہا آپ کو گورنمنٹ اس کی اجازت نہیں دے گی۔ کہنے لگا میں تو ضرور درخواست کروں گا۔ غرض وہ بہت ہی متاثر ہوا کہ جماعت احمدیہ میں کس قدر دیانت پائی جاتی ہے۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 700-701)

احمدیت سے باہر دیانتداری کا معیار

سندھ میں ایک اکاؤنٹنٹ تھا جس نے بہت اچھا کام کیا اور بعض دفعہ انعام حاصل کیا۔ بعد میں اُس کی ایک بددیانتی ثابت ہوئی، اُس پر مقدمہ چلا اور وہ قید ہوگیا مگر اس سے پہلے اُس کے اچھے کام پر انعام منظور ہوا۔ مقدمہ کے دوران میں ہی انعام کا بل منظور ہو کر وہاں پہنچا اور چونکہ اُس وقت اِس اکاؤنٹنٹ پر مقدمہ چل رہا تھا اور اُس کی جگہ ایک اور اکاؤنٹنٹ کام کر رہا تھا، اِس لئے اُس دوسرے اکاؤنٹنٹ کو یہ روپے پہنچا دیئے گئے اور اُسے کہہ دیا گیا کہ یہ فلاں کو پہنچا دینا۔

کچھ عرصہ کے بعد چیکنگ میں وہ رقم جو بطور انعام بھجوائی گئی تھی دفتر سے غائب معلوم ہوئی۔ اِس پر نئے اکاؤنٹنٹ سے دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا کہ یہ تو اکاؤنٹنٹ کا انعام تھا چونکہ اُس کی جگہ میں کام کر رہا تھا اِس لئے وہ روپے میں نے خرچ کر لئے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ روپے مجھے اپنی ذات پر خرچ نہیں کرنے چاہئے تھے تو مَیں واپس دے دیتا ہوں۔

اِس سے پتہ لگتا ہے کہ دیانتداری کا معیار بعض لوگوں کے نزدیک کتنا گر جاتا ہے کہ دوسرے کی چیز وہ اپنے استعمال میں لے آتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ کیا درست اور صحیح کیا ہے۔

(خطبات شوریٰ جلد 3 صفحہ 136-137)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

دینی حالت دیکھی جائے گی تو لڑکا بھی اور لڑکی بھی اپنے دینی معیار بلند کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر لڑکے کو یہ کہا دینی معیار دیکھو لڑکی کا، حسن دیکھنے کی بجائے، دولت دیکھنے کی بجائے تو جہاں لڑکیوں میں یہ شوق اور روح پیدا ہوگی کہ ہم اپنے دینی معیار کو بلند کریں، علاوہ دوسری دنیوی نعمتوں کے جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں، تو خود لڑکے کو بھی پھر اپنا دینی معیار بلند کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ کیونکہ دینی معیار صرف یکطرفہ نہیں ہوسکتا۔ یہ نہیں کہ لڑکا تو خود بیہودگیوں میں ملوث ہو اور مختلف قسم کی آوارہ گردیوں میں ملوث ہو، دنیاداری میں ملوث ہو اور یہ خواہش رکھے کہ اس کی بیوی جو آنے والی ہے اس کا دینی معیار بلند ہو۔ تو ظاہر ہے کہ جب یہ خواہش ہوگی کہ دینی معیار بلند ہو میری دلہن کا تو خود بھی وہ اس طرف توجہ دے گا۔ اسی لئے نکاح کے خطبہ کے موقعہ پر تقویٰ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ پس یہ قائم ہونے والے رشتے اگر ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ تقویٰ پہ قائم رہنا ہے، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظرانداز کرنا ہے، ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے۔ لڑکی نے لڑکے والوں کا خیال رکھنا ہے اپنے سسرال کا اور لڑکے نے اپنے سسرال کا خیال رکھنا ہے تو کبھی وہ مسائل پیدا نہ ہوں جو رشتوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ اہم ہے کہ ہمیشہ اعتماد قائم ہونا چاہئے اور اعتماد اسی وقت قائم ہوسکتا ہے جب سچائی پر بنیاد ہو۔ قول سدید کا مطلب یہ ہے کہ ایسی سچائی جس میں بالکل کسی قسم کا ایچ پیچ نہ ہو، سیدھی اور کھری اور صاف بات ہو۔ یہ نہیں کہ پتہ لگتا ہے کہ شادی کے بعد، لڑکی کو یا لڑکے کو کہ انٹرنیٹ (Internet) پہ ای میلوں (Emails) کے ذریعہ بعض ایسے رابطے ہیں جن کی وجہ سے پھر بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ پس پہلے دن سے جب رشتے قائم ہوں، سچائی پر بنیاد رکھ کر، اپنا سب کچھ واضح طور پر بتا دینا چاہئے اور پھر رشتے قائم کرنے چاہئیں تا کہ بعد میں کسی قسم کی بے اعتمادی پیدا نہ ہو۔

پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اس دنیا کو سب کچھ نہ سمجھو بلکہ یہ دیکھو کہ اس دنیا میں چند سال کی زندگی گزارنے کے بعد، نوجوانی کی عمر گزارنے کے بعد بڑھاپے میں ویسے بھی دنیا کی طرف خواہش کم ہوجاتی ہے، یہ نوجوانی کے بھی چند سال ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ دنیا کی خواہشات کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن بڑھاپے اور نوجوانی کی عمر گزارنے کے بعد بھی 70سال 80سال جو زندہ رہے گا، تو جو اخروی زندگی ہے جو آخری زندگی ہے اور ہمیشہ کی زندگی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا خیال رکھو۔ پس اگر یہ چیزیں ہمارے اندر پیدا ہو جائیں، ہمارے رشتوں میں پیدا ہو جائیں تو کبھی بے اعتمادی نہ ہو، کبھی رشتے نہ ٹوٹیں، کبھی لڑائیاں نہ ہوں، ایک دوسرے کے جذبات کا، احساسات کا خیال رکھنے والے ہوں۔ پس یہ قائم ہونے والے رشتے ہمیشہ ان باتوں کا خیال رکھیں اور جماعت میں خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

ایک وقت تھا کہ جب ہم کہا کرتے تھے کہ اس یورپین معاشرہ میں، مغربی معاشرہ میں رشتے بہت ٹوٹتے ہیں اور اس کی وجہ یہی بے اعتمادی ہوتی ہے، لڑکا اور لڑکی میں، میاں اور بیوی میں ایک عمر کے بعد، چند سال گزارنے کے بعد بے اعتمادیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور رشتے ٹوٹتے ہیں۔‘‘

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 21 ستمبر 2012ء)

ابو مصور خان۔ رفیع ناصر

اپنے جائزے لیں

ازارشادات خطبات مسرور جلد 12۔حصہ دوم

قسط 13

اللہ کے احکام دوسروں کو یاد دلانے کے حوالے سے اپنے جائزے لیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں جو احکامات دیئے ہیں ان کو یاد رکھنا، ان کو دہراتے رہنا، انہیں دوسرے جن لوگوں کی یاد دلانے کی ذمہ داری ہے کو بھی یاد دلانا، مومنین کی جماعت کا کام ہے۔ یہ جو میں نے کہا کہ ان احکامات کو دوسروں کو یاد دلانا، یا دلاتے رہنا جن کی یاد دلانے کی ذمہ داری ہے اس میں ہم میں سے وہ سب شامل ہیں جو یا مربّیان ہیں یا عہدیداران۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی نظام میں ایک مرکزی نظام کے علاوہ ذیلی تنظیموں کا بھی نظام ہے اور پھر جماعتی مرکزی نظام میں بھی اور ذیلی تنظیموں کے نظام میں بھی ملکی سطح سے لے کر مقامی محلے کی سطح تک عہدیدار مقرر ہیں اور ہر عہدیدار سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ خلافت کا دست و بازو بن کر ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرے جو وسیع تر پھیلاؤ کے ساتھ خلافت کی ذمہ داری ہے۔ پس اگر اس بات کو تمام مربیان اور عہدیدار سمجھ لیں تو ایک انقلابی تبدیلی جماعت میں پیدا ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دوسروں کو یاد دلانا یا یہ احساس پیدا ہونا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے طوعی طور پر یا مکمل طور پر وقف زندگی کر کے جو جماعتی خدمت کی توفیق دی ہے تو میں سب سے پہلے اپنے جائزے لوں کہ کس حد تک میں خود اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر کے وہ نمونہ بننے کی کوشش کر رہا ہوں جو ایک خدمت کرنے والے کی ذمہ داری ہے تا کہ میں دوسروں کو ان احکامات کی یاد دلا سکوں۔ اگر میں صرف دوسروں کو یاد دلا رہا ہوں اور میرا اپنا عمل اس کے خلاف ہے یا اس سے دُور ہے تو پھر بڑے خوف کا مقام ہے اور استغفار کی ضرورت ہے۔ ویسے بھی استغفار کرنا چاہئے لیکن اس حوالے سے بہت زیادہ استغفار کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 391-392۔ خطبہ جمعہ 3/ جولائی 2015ء)

ہمیں اپنی عبادتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’مجھے جب بعض کارکنان اور عہدیداروں کے بارے میں یہ شکایت ملتی ہے کہ وہ نمازوں میں سست ہیں۔ مسجد میں نہیں آتے یا بعض ایسے ہیں کہ گھروں میں بھی نہیں پڑھتے اور ان کی بیویاں شکایت کر رہی ہوتی ہیں تو اس بات پر بڑی شرمندگی ہوتی ہے۔ پس ہمیں اپنی عبادتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

اس کے بغیر تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتا اور جب تقویٰ نہ ہو تو پھر انسان نہ خدا تعالیٰ کے حق ادا کرسکتا ہے، نہ ہی اس کی مخلوق کے حق ادا کرسکتا ہے، نہ ہی جماعت کے لئے کوئی کارآمد وجود بن سکتا ہے، نہ ہی اس کے کام میں برکت پڑسکتی ہے۔ پس ہمیں ہر وقت ہوشیار رہ کر اپنی عبادتوں کی نگرانی اور حفاظت کی ضرورت ہے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے چلے جائیں اور روحانی ترقیات بھی حاصل کرنے والے ہوں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 396۔ خطبہ جمعہ 03/ جولائی 2015ء)

عہدیدار اپنے سپرد امانتوں کا حق ادا کرنے کا جائزہ لیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’عہدیداروں کے سپرد ان کی جو امانتیں کی گئی ہیں اپنی ان امانتوں کا حق ادا کرنے کا جائزہ اگر ہر انسان خود لے، ہر خدمت کرنے والا خود لے اور خدا تعالیٰ کا تقویٰ سامنے رکھتے ہوئے یہ جائزہ لے تو پھر خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ کس حد تک اس امانت کا وہ حق ادا کر رہا ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 92۔ خطبہ جمعہ 03/ جولائی 2015ء)

نماز جمعہ میں سستیاں کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے چاہئیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’یہ ہر جمعہ کی اہمیت ہے جو ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہر جمعہ کو ہی اہتمام کریں اور تمام مصروفیات کو ہم ترک کریں۔ تمام کاموں اور کاروباروں سے وقفہ لیں اور مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے آئیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کھول کر اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ پس یہ بات ثابت کرتی ہے کہ مومن کے ایمان کے معیار کو اونچا کرنے کے لئے ہر مومن پر جمعہ کی ادائیگی فرض ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کا منفی پہلو اور انذار بھی بیان فرما دیا کہ جان بوجھ کر جمعہ چھوڑنے والے کا دل نیکیوں کے بجالانے کے لئے بالکل بند ہو جاتا ہے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ سستیاں کرنے والوں کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور بغیر عذر کے بلا وجہ کی سستیاں ترک کرنی چاہئیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 421۔ خطبہ جمعہ 17/ جولائی 2015ء)

ہمیں آج رمضان کے جائزے لینے کی ضرورت ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’رمضان میں جو کچھ ہم نے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اسے خود ہی ہم نے ضائع بھی کر دیا اور جس کامیابی اور اخلاص کا، جس کامیابی اور فلاح کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اس سے ہم محروم ہو گئے۔ روزے کے بارے میں جو آیات ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے روزے کے حکم اور روزے کے دوسرے احکامات کے بجالانے کا نتیجہ تقویٰ بتایا ہے۔ پس ہمیں آج اس کے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نے اس نتیجے کو حاصل کرلیا ہے یا نہیں؟ یا کم از کم ہم نے اس کوشش میں کچھ قدم بڑھائے ہیں کہ نہیں اور کیا یہ عہد کیا ہے کہ ہم نے رمضان میں جو حاصل کیا ہے اس پر ثابت قدم رہنے اور اسے آگے بڑھانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 427۔ خطبہ جمعہ 17/ جولائی 2015ء)

ہر ایک کو اپنے اپنے جائزے بھی لیتے رہنا چاہئے کہ جلسہ پر دوسروں پر جو اثر قائم ہوا ہے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس کو ہمیشہ قائم رکھنے کی کوشش کرے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے بعد مہمانان کے تاثرات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تین افراد پر مشتمل سلوینین وفد بھی تھا۔ وہاں کے ایک دوست زماگو پاولچ (Zmago Pavlicic) جو کہ بطور ترجمان کے کام کرتے ہیں کچھ عرصہ سے جماعتی لٹریچر کے ترجمہ پر بھی کام کر رہے ہیں۔ موصوف کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے سے پہلے میرا جماعت کے متعلق تعارف صرف پڑھنے تک محدود تھا لیکن جلسے میں شامل ہو کر اور جلسے کا ماحول دیکھ کر اب یقین ہوگیا ہے کہ جو کچھ میں نے جماعت کے بارے میں پڑھا تھا وہ ایک حقیقت ہے۔ مثال کے طور پر محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا قول میں نے پہلے پڑھا تھا یا سنا تھا لیکن جلسے میں آ کر اور مختلف لوگوں سے مل کر، جلسے کے ماحول کو دیکھ کر، اس قول کی عملی حالت بھی دیکھ لی کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس قول پر عمل کرنے والا ہے۔ جہاں لوگوں کے تاثرات آپ سنتے ہیں وہاں ہر ایک کو اپنے اپنے جائزے بھی لیتے رہنا چاہئے کہ دوسروں پر یہ جو اثر قائم ہوا ہے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس کو ہمیشہ قائم رکھنے کی کوشش کرے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 517۔ خطبہ جمعہ 28/ اگست 2015ء)

اسائلم سیکرز کو شرط 10 کے حوالے سے جائزہ لیتے رہنا چاہیے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے تو ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھے اور خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا اس پر فرض ہے کیونکہ یہی بیعت کرتے ہوئے عہد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ نئے شامل ہونے والے، خاص طور پر وہ جنہوں نے پورے یقین کے ساتھ علی وجہ البصیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو سمجھ کر قبول کیا وہ اپنے عہد بیعت اور اس کی شرائط پر غور بھی کرتے رہتے ہیں۔ بہت سارے لوگ مجھے خطوط بھی لکھتے رہتے ہیں۔ لیکن بہت سے وہ جو پیدائشی احمدی ہیں یا جن کے ماں باپ نے ان کے بچپن میں احمدیت کو قبول کیا اور جو یہاں آ کر دنیاوی معاملات میں زیادہ لگ گئے ہیں وہ نہ ہی عموماً شرائط بیعت پر غور کرتے ہیں، نہ بیعت کے عہد کو سمجھتے ہیں، نہ احمدیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد رکھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ اب تو ہر جگہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعت کی کارروائی بھی دیکھی جاتی ہے اور سنی جاتی ہے اس طرف توجہ کر کے بیعت کی حقیقت کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسی طرح خلافت سے اپنے تعلق کو اس طرح جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے جو اس کا حق ہے۔ اس میں صرف ان ملکوں میں اسائلم لے کر آنے والے ہی نہیں ہیں بلکہ ہر قسم کے احمدی ہیں۔ میں نے اسائلم والوں کی مثال اس لئے دی ہے کہ اس وقت میرے سامنے اکثریت اسائلم والوں کی بیٹھی ہے اور آج ان کی بہتر حالت جماعت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ ایسے لوگ ہر جگہ اور ہر طبقے میں موجود ہیں۔ پس ہر ایک جب اپنا جائزہ لے گا

توخود بخود اسے پتا چل جائے گا کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ اس وقت مَیں اس جائزے کے لئے صرف ایک شرط بیعت سامنے رکھتا ہوں۔ اس کو صرف سرسری طور پر نہ دیکھیں بلکہ غور کریں اور پھر اپنا جائزہ لیں۔ اگر تو اس جائزے کا جواب اثبات میں ہے، ہاں میں ہے تو وہ خوش قسمت ہیں اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہیں۔ اگر کمزوری ہے تو اصلاح کی کوشش کریں۔ بیعت کی دسویں شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ”یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوّت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجے کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو“۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پس یہ وہ الفاظ ہیں جو ہمیں آپ علیہ السلام سے بے غرض اور بے انتہا محبت اور تعلق قائم کرنے کی ذمہ داری ڈال رہے ہیں۔ آپ ہم سے عہد لے رہے ہیں۔ کیا عہد لے رہے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ سے محبت، تعلق اور بھائی چارے کے اعلیٰ معیار قائم کرو۔ یہ عہد لے رہے ہیں کہ یہ اقرار کرو کہ آپ کے ہر معروف فیصلے کو مانوں گا۔ یعنی ہر وہ بات جس کے لئے خدا تعالیٰ نے آپؑ کو مامور فرمایا ہے۔ ہر وہ بات جس کی اسلام کی تعلیم کی روشنی میں آپؑ ہمیں ہدایت فرمائیں گے اور پھر صرف اس کا ماننا ہی نہیں ہے، اس کی کامل اطاعت ہی نہیں ہے بلکہ مرتے دم تک اس پر قائم رہنے کی کوشش کروں گا اور عمل کروں گا اور یہ عہد بھی کہ جو تعلق اور محبت کا رشتہ قائم ہو گا اس کا معیار ایسا اعلیٰ درجے کا ہو گا کہ جس کی مثال دنیوی رشتوں اور تعلقوں میں نہ ملتی ہو گی۔ نہ ہی اس تعلق کی مثال اس حالت میں ملتی ہو گی جب انسان کسی سے وفا کی وجہ سے خالص ہو کر تعلق رکھتا ہے۔ نہ اس کی مثال اس صورت میں ملے جب انسان کسی کے زیر احسان ہو کر اپنے آپ کو اس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔

پس اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اعلیٰ معیار کی محبت اگر کسی سے ہوسکتی ہے تو وہ آپؑ کے غلام صادق سے ہو۔ پس یہ معیار ہیں جو ہمیں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے بعد آپؑ سے تعلق کیسا ہونا چاہئے؟ ان باتوں کی روشنی میں ہر ایک اپنا جائزہ خود لے سکتا ہے کہ کیا ہمارے یہ معیار ہیں؟ یا جب دنیاوی معاملات ہمارے سامنے ہوں، دنیاوی منفعتیں ہمارے سامنے ہوں، دنیاوی فوائد ہمارے سامنے ہوں تو ہم یہ باتیں بھول جاتے ہیں، دنیاوی تعلقات اور دنیاوی اغراض اس محبت کے تعلق اور اطاعت پر حاوی ہو جاتے ہیں؟ انسان کسی بھی کام کو یا تو اپنے فائدے اور مفاد کے لئے کرتا ہے یا اگر مرضی کا کام نہیں ہے تو بعض دفعہ بلکہ اکثر دفعہ خوف کی وجہ سے بھی کرتا ہے کہ مجبوری ہے۔ نہ کیا تو پوچھا بھی جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ سزا بھی مل جائے۔ یا محبت اور اخلاص اور وفا کے جذبے کے تحت کرتا ہے۔ اگر دین کا صحیح فہم و ادراک ہو تو دین کے کام انسان محبت اور اخلاص و وفا کے جذبے کے تحت ہی کرے گا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے یہ توقع رکھی ہے کہ آپؑ کی بیعت میں آ کر اس جذبے کو بڑھائیں۔ جب تک یہ اطاعت اور خلوص کا جذبہ اور اخلاص کا تعلق اگر پیدا نہیں ہو گا تو جو نصائح کی جاتی ہیں ان کا بھی اثر نہیں ہو گا۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش بھی نہیں ہو گی۔ پس اگر نصائح پر عمل کرنا ہے، آپؑ کی باتوں کو ماننا ہے، اپنے عہد بیعت کو نبھانا ہے تو اپنے اطاعت اور اخلاص اور وفا کے معیاروں کو بھی بڑھانا ضروری ہے۔ کیا کوئی احمدی کبھی یہ تصور کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی بات قرآن و سنّت کے منافی کی ہو گی؟ یقیناً نہیں۔

پس جب نہیں تو پھر ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ معروف اطاعت کا مطلب ہے کہ محبت و اخلاص کو انتہا پر پہنچا کر کامل اطاعت کرنا اور کامل اطاعت صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے جب جس کی اطاعت کی جارہی ہے اس کے ہر حکم کی تلاش اور جستجو بھی ہو۔“

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 593-594۔ خطبہ جمعہ 09/ اکتوبر 2015ء)

ہر ایک خود اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ دنیا کا غم اسے زیادہ ہے یا دین کا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہمارا سب سے بڑا غم یہ ہونا چاہئے۔ پس اس کے لئے کسی لمبی چوڑی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک خود اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ دنیا کا غم اسے زیادہ ہے یا دین کی بہتری کا غم اور یہ غم نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی ہے یا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف توجہ ہے یا نہیں ہے۔ یا جب دنیاوی معاملات ہوں تو خدا تعالیٰ کی رضا پیچھے چلی جاتی ہے۔ آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ روزمرہ کے معاملات میں بھی ناجائز غضب اور غصے سے بچنا تقویٰ کی ایک شاخ ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 36)

جو لوگ ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آ جاتے ہیں انہیں خود ہی اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے کہ وہ بھی تقویٰ سے دور ہو رہے ہیں۔“

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 596۔ خطبہ جمعہ 09/ اکتوبر 2015ء)

اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پس لوگوں کی بھی آپ پر نظر ہے۔ اس لئے اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ لوگ خلافت کے حوالے سے زیادہ نظر رکھیں گے۔ اس لئے صرف عہد بیعت کافی نہیں ہے۔ اپنی اصلاح کے لئے بھی اور تبلیغ کے لئے بھی عمل کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ اور ہر سطح پر اپنی اِکائی کو قائم رکھنے اور ایک ہاتھ پر اٹھنے اور بیٹھنے کے لئے خلافت کی اطاعت کی بھی ضرورت ہے۔۔۔ اس زمانے میں احمدی خوش قسمت ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے جدید سہولتیں اور ایجادات پیدا فرمائیں وہاں احمدیوں کو بھی ان سے نوازا۔ دین کی اشاعت کے لئے جماعت کو بھی یہ سہولت مہیا فرمائی۔ ٹی وی، انٹرنیٹ اور ویب سائٹس وغیرہ پر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام آج موجود ہے جس پر ہم جب چاہیں پہنچ سکتے ہیں۔ مختلف بڑی زبانوں میں ان کو دیکھ بھی سکتے ہیں اور سن بھی سکتے ہیں وہاں خلیفۂ وقت کے نصائح اور خطابات بھی وہاں سن پڑھ سکتے ہیں جو قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر ہی مشتمل ہوتے ہیں اور انہی پر بنیاد ہے اس کی جو دنیا میں آج ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔ جس نے جماعت کو اِکائی بننے کا ایک نیا انداز دیا ہے۔ پس آپ میں سے ہر ایک کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے اور اس کی ہر ایک کو ضرورت ہے کہ ایم ٹی اے سے اپنا تعلق جوڑیں تا کہ اس اکائی کا حصہ بن سکیں۔ ہر ہفتہ کم از کم خطبہ سننے کی طرف خاص توجہ دیں۔ ہر گھر اپنے گھروں کے جائزے لے کہ کیا گھر کے ہر فرد نے یہ سنا ہے یا نہیں۔ اگر بیوی سنتی ہے اور خاوند نہیں تو تب بھی فائدہ نہیں اگر باپ سنتا ہے اور ماں اور بچے نہیں سن رہے تب بھی کوئی فائدہ نہیں۔“

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 598۔ خطبہ جمعہ 09/ اکتوبر 2015ء)

ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری قوت یقین بڑھ رہی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری قوت یقین بڑھ رہی ہے؟ کیا ہمارے دل روشن ہو رہے ہیں؟ کیا ہماری دین کی طرف رغبت ہے؟ کیا ہم اسلامی احکامات پر عمل کر رہے ہیں؟ ہم اپنی روحانی اور عملی حالتوں کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں؟“

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 614۔ خطبہ جمعہ 16/ اکتوبر 2015ء)

ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا اس تعلیم کے مطابق ہمارے عمل اور سوچیں ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا اس تعلیم کے مطابق ہمارے عمل اور سوچیں ہیں۔ اگر نہیں تو فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں بعد میں آنے والی قومیں ترقی کر کے ہم سے بہت آگے نہ نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کو پا کر اتنی دُور نہ چلی جائیں کہ ہمیں جب احساس ہو کہ ہم پیچھے رہ گئے ہیں، ہماری نسلیں پیچھے رہ رہی ہیں تو پھر دہائیاں ان فاصلوں کو پورا کرنے میں لگ جائیں۔ نسلوں کو اگلی نسلوں کو سنوارنے میں وقت لگ جائے۔ یہ دیکھیں کہ کہیں اس دنیا میں ڈوب کر ہماری نسلیں بہت پیچھے نہ چلی جائیں۔ ان ملکوں میں آ کر صرف دنیاداری کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں وہ بہرحال ادا کرنے فرض ہیں۔ نمازیں جو ہیں بہرحال ادا کرنی ضروری ہیں اور سمجھ کر ادا کرنی ضروری ہیں۔ پس یہ نہ ہو کہ ہماری نسلیں بہت پیچھے چلی جائیں اور نئے آنے والے ان انعامات کے وارث بن کر جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اپنے مقام کو ہم سے بہت بلند کر لیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر بہت غور کرنے کی ضرورت ہے، اس پر بہت کوشش کریں اور اس کو سمجھیں اور یہ سمجھنا اور اس پر کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے اور ان الفاظ پر بھی غور کریں کہ اپنی قوت یقین کو بڑھائیں اور دلوں کو روشن کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے پھر ان انعاموں کو حاصل کرنے والے بنیں۔ یہ نہ ہو کہ پیچھے رہنے سے ان انعاموں سے محروم ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو تعلق قائم ہوا ہے یہ کوشش کریں وہ کبھی نہ ٹوٹے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے مقصد کو سمجھنے والے ہوں اور جماعت کا ایک فعّال اور مضبوط حصہ بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ہمیشہ وارث بنتے چلے جائیں۔“

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 617۔ خطبہ جمعہ 16/ اکتوبر 2015ء)

اپنی عملی حالتوں کے جائزے لیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جاپان میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر فرمایا:

”یہ مسجد جو بنائی ہے تو اس کا حق ادا کریں۔ اس

بقیہ صفحہ 10 پر

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

کتاب ہومیو پیتھی علاج بالمثل

از حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ سے پیش کردہ

روزمرہ کام آنے والے مجرب نسخے

قسط 3

نزلہ، زکام، بخار

روزمرہ کے تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اگر نزلہ زکام کا آغاز میں ہی موئثر علاج کیا جائے تو خدا کے فضل سے نزلہ کے نتیجے میں ہونے والی خطرناک پیچیدگیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ جونہی ناک کے اندر سردی کا احساس ہو فوراً کیمفر (Camphor) بہت چھوٹی طاقت یا 30 طاقت میں دینی چاہئے یا پھر ایکونائٹ (Aconite) جس طاقت میں بھی میسر ہو، دے دیں۔ ایک ہزار طاقت میں بھی خدا کے فضل سے بہت اچھا اثر دکھاتی ہے۔ اگر چہرہ تمتمایا ہوا ہو اور دھڑکن والا سر درد ہو تو ایکونائٹ (Aconite) کے ساتھ بیلاڈونا (Belladonna1000) اور آرنیکا (Arnica1000) بھی ملالیا جائے تو یہ نسخہ بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ نصف گھنٹے کے وقفہ سے دو خوراکیں دینا کافی ہوتا ہے لیکن اگر بیماری کچھ آگے بڑھ جائے تو بیسیلینم (Bacillinum) + اور ڈفتھیرینم (Diphtherinum)+ انفلوئینزینم (Influenzinum 200) اور اوسلو کسینم (Oscillococcinum 200) چاروں ملا کر دیں۔ تین دن روزانہ ایک یا حسبِ ضرورت دو خوراکیں دی جائیں تو نزلہ بگڑتا نہیں اور بخار اور دمہ وغیرہ میں تبدیل نہیں ہوتا۔ اگر پھر بھی مرض قابو میں نہ آئے تو علامات کا باریک نظر سے مطالعہ کریں اور حسبِ موقعہ علاج کریں۔ اگر نزلہ کیساتھ چھینکیں بہت ہوں تو مندرجہ بالا نسخہ کے بعد نیٹرم میور (Natrum Mur200) دیں۔ اگر اس کے باوجود بخار ہو جائے توحسبِ ذیل ادویہ سے قابو میں لانے کی کوشش کریں۔ کالی فاس (Kali Phos) + فیرم فاس (Ferrum Phos) + کالی میور (Kali Mur)+ سلیشیا (Silicea)+ کلکیریا فلور (Calc.Flour) x 6) ملا کر استعمال کریں۔ بخار نہ اترے تو سلفر (Sulphur)+ پائیروجینیم (Pyrogenium 200) ملا کر چند دن روزانہ صبح و شام دیں ورنہ علامات کے مطابق حسبِ ذیل نسخوں سے علاج کریں۔

زکام میں پانی سی پتلی رطوبت اور سردی کی علامت جلسیمیم (Gelsemium)، سلیشیا (Silicea)، نیٹرم میور (Natrum Mur)، سورائینم (Psorinum) اور کالی کارب (Kali Carb) میں مشترک ہے۔ کالی کارب میں کمر کی دکھن پچھلے پہر تین چار بجے بڑھ جاتی ہے جبکہ نیٹرم میور میں صبح سے شام تک دن بھر رہتی ہے۔

اگر گرمی سے تکلیف بڑھے تو پلسٹیلا (Pulsatilla) اور ایپس (Apis) دونوں کام آ سکتی ہیں۔ دونوں میں پیاس کم اور رطوبت عموماً گاڑھی زرد رنگ کی ہوتی ہے لیکن پلسٹیلا کا مریض نرم مزاج ہو گا جبکہ ایپس کا مریض چڑ چڑا ہو گا اور عضلات میں ڈنک لگنے کی طرح کے تیز لہردار درد ہوں گے اور پیشاب میں کمی اور گردوں میں سوزش ہو گی۔

کالی بائیکرم (Kali Bichrom) پرانے ضدی نزلہ میں مفید ہے۔ گاڑھی لیس دار زرد رطوبت نکلتی ہے جس کے پیچھے ناک کی جڑھ میں درد ہوتا ہے۔ مادہ گاڑھا اور جڑا ہوا دھاگوں کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

(ہومیو پیتھی علاج بالمثل۔صفحہ 819 تا 820، جدید اڈیشن جلد اول و دوئم)

جاری ہے۔

بقیہ: اپنے جائزے لیں...... از صفحہ 9

حق کو ادا کرنے کے لئے اسے پانچ وقت آباد کریں۔ اس کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی عبادتوں کے معیار بڑھائیں۔ اس کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی عملی حالتوں کے جائزے لیں۔ اس کا حق ادا کرنے کے لئے تبلیغ کے میدان میں وسعت پیدا کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ جہاں اسلام کا تعارف کروانا ہو وہاں مسجد بنا دو تو تبلیغ کے راستے اور تعارف کے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔''

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 681 خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء)

نیکیوں کو پھیلانے اور برائیوں سے روکنے کے لئے پہلے اپنے نفس کے جائزے لینے والے ہوں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہر احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اپنے اعمال میں ترقی کرنے کی طرف توجہ دیتا چلا جائے تبھی دنیا کو بھی اپنی طرف متوجہ کرسکیں گے اور یہی چیز پھر اُس تمکنت کا بھی باعث بنے گی جب حکومتیں بھی اس حقیقی تعلیم کے تابع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آئیں گی۔ پس اللہ تعالیٰ بہت بڑے مقاصد کے حصول کی حقیقی مسلمانوں کو خوشخبری دے رہا ہے لیکن اُن مسلمانوں کو جو ظالم نہ ہوں بلکہ انصاف پر قائم ہوں۔ جو خدا تعالیٰ کو بھولنے والے نہ ہوں بلکہ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ جو دوسروں کے حقوق غصب کرنے والے نہ ہوں بلکہ حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ جو خود غرض نہ ہوں بلکہ بےنفس ہوں۔ جو خلافت احمدیہ سے وفا کا تعلق رکھتے ہوں۔صرف اجتماعوں پر عہد دہرانے والے نہ ہوں بلکہ نیکیوں کو پھیلانے اور برائیوں سے روکنے کے لئے پہلے اپنے نفس کے جائزے لینے والے ہوں۔ جو نظام جماعت کی حفاظت کے لئے اپنی اَناؤں کو قربان کرنے والے ہوں۔ پس یہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا مقرب بنائیں گی۔ یہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے والا بھی بنائیں گی۔ یہ چیزیں ہیں جو وہ حقیقی احمدی بننے والا بنائیں گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ماننے والوں سے توقع رکھتے ہیں۔

آپ میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم خلافت کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن جب آپس کی رنجشوں اور چپقلشوں کو ختم کرنے اور ایک وحدت بننے کا کہا جاتا ہے تو پھر سو بہانے بھی تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس اگر حقیقی مومن بننا ہے تو فساد کے بہانے اور راستے تلاش کرنے والا بننے کی بجائے قربانی کر کے امن اور سلامتی قائم کرنے والا بنیں۔ جب اس مسجد کی طرف منسوب ہو رہے ہیں تو یاد رکھیں کہ ایک اینٹ، سیمنٹ، پتھر کی عمارت کی طرف منسوب نہیں ہو رہے بلکہ اس شخص کی طرف منسوب ہو رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اس لئے بھیجا ہے کہ بندے کو خدا سے جوڑے اور تمام ذاتی رنجشوں اور خواہشوں اور اَناؤں کو ختم کرتے ہوئے اس نظام میں پروئے جو قربانی چاہتا ہے۔صرف مال کی قربانی نہیں بلکہ اپنی اَنا کی قربانی بھی۔صرف امر بالمعروف دوسروں کے لئے نہیں چاہتا بلکہ پہلے اپنے نفس کو متوجہ کرتا ہے کہ کیا تم جو کہہ رہے ہو وہ کرتے بھی ہو۔ نہی عن المنکر کے لئے دوسروں کو کہنے سے پہلے اپنے نفس کے جائزے لینے کے لئے کہتا ہے۔''

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 683۔ خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء)

اپنے جائزے لیں اور ان لوگوں میں شامل ہوں جن کو سچا مومن ہونے کی خدا تعالیٰ نے بشارت دی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یہ بھی یاد رکھیں جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں کہ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومن اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ان باتوں پر نظر رکھیں اور ان کی حفاظت کریں۔ یعنی ان پر عمل کی پوری پابندی کے ساتھ کوشش کریں جو باتیں اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں۔ جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ ان باتوں کی حفاظت کرنا بھی کام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے بتائی ہیں۔ ان باتوں کی طرف بھی توجہ دیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں اور اپنی جماعت سے توقع رکھی ہے۔ ان باتوں کی طرف بھی توجہ کریں، انہیں سنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں جو خلیفۂ وقت کی طرف سے آپ کو کہی جاتی ہیں۔ اپنے ایمان اور عمل کی حفاظت کریں۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انعام سے ہمیں سرفراز فرمایا ہے اس کی قدر کریں کہ اللہ تعالیٰ نے تمکنت دین کے لئے یہ لازمی جزو قرار دیا ہے اور ایسے مومنین کو خوشخبری دی ہے جو ان تمام باتوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ پس اپنے جائزے لیں اور ان لوگوں میں شامل ہوں جن کو سچا مومن ہونے کی خدا تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔''

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 686۔ خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء)

دعا کا تحفہ

بُرے وقت اور ہمسایہ کے شرّ سے بچنے کی دُعا

حضرت عقبہؓ بن عامر نے دن رات کی برائی اور بُرے ہمسائے کے شرّ سے بچنے کی یہ دُعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ مِن یَومِ السُّوءِ وَمِن لَیلَةِ السُّوءِ وَمِن سَاعَةِ السُّوءِ ،وَمِن صَاحِبِ السُّوءِ ،وَمِن جَارِ السُّوءِ فِی دَارِ المُقَامَةِ

(طبرانی جلد 17 صفحہ 294)

ترجمہ: اے اللہ! مَیں تجھ سے برے دن اور بری رات اور برے وقت سے پناہ مانگتا ہوں اور برے ساتھی اور اپنی رہنے کی جگہ میں برے ہمسائے سے بھی۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 116)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مدثر ظفر

آپ کا بچہ آٹزم کا شکار تو نہیں؟

بظاہر نارمل اور پرسکون نظر آنے والے بچوں میں آٹزم کی علامات ہوسکتی ہیں

بچوں کی پرورش بہت زیادہ توجہ کی متقاضی ہے۔خصوصاً اس مرحلہ پر جب وہ بول نہیں سکتے اور ان کے پاس اپنی ہر تکلیف اور ضرورت کے اظہار کے لیے فقط رونے کا آپشن ہی ہوتا ہے۔اس رونے دھونے کو سمجھنے میں بھی اس وقت زیادہ دقت پیش آتی ہے جب گھر میں کوئی ’’سیانا‘‘ فرد نا ہو جو آپ کو بتائے کہ بچے کو فلاں تکلیف ہے۔یہی مسئلہ ہمارے ساتھ درپیش تھا اور ہم میاں بیوی نے اس کے حل کے لیے انٹرنیٹ سے مدد لی۔عزیزم حمزہ ظفر اب دو سال کا ہو چکا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اپنے ہم عمر بچوں کی نسبت صحت مند اور چست ہے اور ہمیں اطمینان تھا کہ ضرورت کے اظہار کے استعارات کو ہم اچھی طرح سمجھنے میں کامیاب رہے ہیں۔

چند روز قبل ایک دوست کے واٹس ایپ اسٹیٹس پر آٹزم کے بارے میں ایک لنک دیکھا جس کے ساتھ ’’ضرور پڑھا جائے‘‘ کی تاکید تھی۔چنانچہ کھول کر اسے پڑھا تو تشویش ہوئی کہ ایسی علامات والے بچے ہمارے گرد وپیش میں نہ صرف موجود ہیں بلکہ ماں باپ کو اس بات کا ادراک ہی نہیں ہے کہ ان کا بچہ کسی ایسی ’’کنڈیشن‘‘ کا شکار ہے اور اسے ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے۔اس آرٹیکل کے لنک میں ایک شخص نے اپنی کہانی بیان کی تھی جس کے مطابق ان کا بچہ بالکل نارمل تھا اور تین ماہ کی عمر میں اس نے رینگنا شروع کر دیا تھا۔اس کا کہنا تھا کہ بچے میں مجموعی علامات مثبت تھیں اور ایک ماہر تعلیم ہونے کے ناطے میں اس کی ہر حرکت کو نوٹ کرتا تھا اور مجھے لگتا تھا کہ میں اس کا مطلب بخوبی سمجھتا ہوں لیکن بعد میں مجھے احساس ہوا کہ میں غلطی پر تھا۔سب کچھ معمول کے مطابق تھا اور نویں مہینے میں بچے نے چلنا شروع کر دیا لیکن اپنی پہلی سالگرہ تک اس نے بولنا شروع نہیں کیا اور اس بات نے ہمیں کافی پریشان کیا تھا۔میرے حلقہ احباب میں موجود لوگوں نے مجھے پریشان دیکھ کر خوامخواہ بہت زیادہ سوچ بچار کرنے والا شخص قرار دیا اور یقین دلایا کہ حارث جلد ہی بولنا شروع کر دے گا۔اب وہ اٹھارہ ماہ کا ہو چکا ہے لیکن باتیں نہیں کرتا، کیا مجھے فکر کرنی چاہیے؟لوگوں کا جواب بدستور یہی تھا کہ نہیں،وہ ٹھیک ہو جائے گا اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔افسوس اس بات کا ہے کہ میں نے لوگوں کی بات پر اعتبار کیا۔بچہ ہمارے فون کرنے پر کوئی ردعمل ظاہر نہیں کرتا اور پورا دن بے چین دکھائی دیتا تھا۔بالآخر میں نے لوگوں کی باتوں کو درخور اعتنانہ جانا اور اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔وہ ڈاکٹر کو دیکھ کر خوف زدہ تھا۔تین ماہ کے علاج کے بعد ڈاکٹر نے مجھے ماہر نفسیات کے پاس جانے کا مشورہ دیا جہاں اس میں Autism Spectrum Disorder اور ADHD کی تشخیص ہوئی۔اس دن کے بعد سے بطور والدین ہماری زندگی بالکل بدل گئی اور مجھے اپنے آپ کو یہ باور کرانے میں کچھ دن لگے کہ وہ معاشرے کا حصہ بن کر ایک عام زندگی گزار سکے گا۔

ماہر نفسیات کے ساتھ متعدد سیشن کرنے کے بعد بحیثیت والدین ہم نے محسوس کیا کہ ہمیں بچوں کی پرورش کے بہت سارے اصولوں اور عادات کو چھوڑنا پڑے گا جو نسل درنسل ہمارے اس معاشرے میں رائج ہیں۔جیسا کہ بچوں کو بات بے بات ڈانٹنا صرف اس وجہ سے کہ ان کی عادات اور رویے ہمیں پسند نہیں ہیں۔چونکہ میں اپنے دور طالب علمی میں ایک شاندار اسٹوڈنٹ رہا ہوں اور ایسے ہی ایک غیر معمولی ذہین بچے کی توقع کر رہا تھا۔ایک سافٹ ویئر انجینئر ہونے کے ناطے چاہتا تھا کہ اپنے بچے کو پروگرامنگ سکھاؤں اور وہ پانچ سال کی عمر میں اپنی پہلی ایپ لاؤنچ کرے۔حارث اب ساڑھے چار سال کا ہے لیکن تاحال وہ اپنا پہلا ’’ہیلو ورلڈ‘‘ پروگرام نہیں لکھ سکتا اور اپنے ہم عمر بچوں کے لحاظ سے تعلیمی معیار میں بھی پیچھے ہے اور میرے طے کیے ہوئے پیمانے پر بھی پورا نہیں اترا۔حارث اب جملے بول سکتا ہے لیکن ان میں سے کئی جملے ایسے ہیں جیسے وہ بدتمیزی سے بات کر رہا ہو۔وہ عام بچوں کی طرح کلاس میں تعلیمی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیتا لیکن ہم نے کبھی بھی اس کا موازنہ کسی دوسرے بچے سے نہیں کیا۔ بلکہ اگر کسی نے ایسی کوشش بھی کی تو سختی سے ایسی کوشش کی حوصلہ شکنی کی۔میرے بیٹے کے آٹزم نے میرے اس خیال پر یقین کی نفی کی کہ بچے غیر معمولی ذہانت اور صلاحیت کے ساتھ پیدا ہو سکتے ہیں۔مجھے اس بات کا ادراک ہوا کہ حارث جیسے بچے کوئی سوپر ننجا کی طرح پیدا نہیں ہوتے۔وہ وقت کے ساتھ سیکھ سکتے ہیں گر کر تمام مشکلات کے خلاف کھڑے ہونے اور دنیا میں اپنا مقام بنانے کی ہمت رکھ سکتے ہیں۔میں نے ایسے بچوں کو اسی طرح گلے لگانا اور ان کے لیے یکساں احترام اور محبت سے پیش آنا سیکھا ہے جس طرح ہم ذہین بچوں کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

آپ میری کہانی سے سیکھ سکتے ہیں کہ بچوں کے لیے خواب دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ذہنی طور پر تیار رہیں کہ ان خوابوں کی تعبیر آپ کی توقع کے برعکس بھی ہوسکتی ہے۔اگر ایسی کوئی علامت اپنے بچے میں دیکھیں یا کوئی دوسرا اس کی نشاندہی کرے تو کھلے دل کے ساتھ اس حقیقت کو تسلیم کریں اور جتنا جلدی ممکن ہو ڈاکٹر کے پاس جائیں۔

آٹزم کی وجوہات اور علامات

یہ بچوں میں پائی جانے والی ایک خاص کنڈیشن ہے جس کا آغاز بالعموم اڑھائی سے تین سال کے درمیان ہوتا ہے لیکن جیسا کہ مضمون کے ابتدائی حصہ میں بیان ہوا ہے چند ایک علامات ایک سال کی عمر سے بھی ظاہر ہونا شروع ہوسکتی ہیں۔اس کا سب سے پہلا اثر بچے کی بولنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔بچہ دیر سے بولنا شروع کرتا ہے اور بولتے وقت بات بھی مکمل نہیں کر پاتا۔الگ تھلگ رہتا ہے۔ باقی بچوں سے گھل مل نہیں پاتا۔ بھیڑ سے گھبراتا ہے۔

آٹزم کی متعدد وجوہات ہوسکتی ہیں جن میں جینیاتی وجوہات بھی ہوسکتی ہیں اور ماحول کے زیر اثر بھی بچے اس کا شکا ہو سکتے ہیں۔ماہرین کے مطابق آٹزم کے کیسز میں پندرہ فیصد حصہ جینیاتی ہوتا ہے جو نسل درنسل چلتا ہے۔پھر ایسے بچوں میں یہ کنڈیشن زیادہ دیکھنے میں آئی جن کی مائیں چالیس سال یا اس سے اوپر عمر کی تھیں۔یعنی بڑی عمر میں جنم دینے والی ماؤں کے بچوں میں آٹزم ہونے کے زیادہ امکانات پائے گئے ہیں۔ دوران حمل بہت زیادہ ادویات کا استعمال بھی بچوں میں اس کنڈیشن کا سبب بنتا ہے۔اب تک کی تحقیق کے مطابق لڑکیوں کی نسبت یہ کیفیت لڑکوں میں چار گنا زیادہ پائی گئی ہے۔

اس کا شکار بچہ لوگوں میں گھلنے ملنے سے گھبراتا ہے۔کسی سے بات کرنے میں ہچکچاتا ہے۔ اگر بات کرے بھی تو عام بچوں کی طرح تسلسل کے ساتھ بات نہیں کر پاتا۔ ایسے بچے نظریں ملانے سے بھی کتراتے ہیں۔اگر کوئی کام کر رہے ہیں یا کھیل رہے ہیں تو اسی میں مگن رہتے ہیں اور بلانے پر کوئی ردعمل ظاہر نہیں کرتے۔ ان میں آبسیشن بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ایک ہی رنگ کے یا ایک طرح کے ہی کپڑے پہننا چاہتے ہیں اور ایک ہی کھلونے سے کھیلتے ہیں جو انہیں پسند ہو۔ایک ہی طرح کا کھانا کھانا پسند کرتے ہیں اور اپنے مخصوص برتن میں ہی کھائیں گے۔ان کے معمول میں کمی بیشی ہونے پر روتے ہیں غصہ کرتے ہیں اور چڑچڑے ہو جاتے ہیں۔یہ الگ تھلگ رہتے ہیں اور بہت ذہین اور باصلاحیت بھی ہو سکتے ہیں۔یہ علامات جب بچے میں شدت اختیار کرتی ہیں تو بچہ خود بھی پریشان رہتا ہے اور والدین بھی بہت زیادہ پریشانی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس پریشانی میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جاتا ہے۔آٹزم کی شدت بچے کے چلنے پر بھی اثر انداز ہوسکتی ہے۔

علاج

بالعموم دو طریق سے اس کا علاج کیا جاتا ہے۔یہ کیفیت جب شدت اختیار کر جائے تو بچے خود یا کسی اور کو مارتے ہیں اور نقصان پہنچانے لگتے ہیں۔اس کے سدباب کے لیے ادویات کا سہارا لیا جاتا ہے جبکہ کم شدت والی علامات پر ڈاکٹر حضرات سائیکو تھراپی کا استعمال کرتے ہیں۔

یہ نسبتا ایک نئی بیماری ہے اور اس کا شکار ہونے والے بچوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔تاحال اس کا حتمی علاج اور وجوہات کا تعین نہیں کیا جاسکا۔

آٹزم کا شکار بچوں کے والدین کو یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ کوئی بیماری نہیں ہے اور ناہی یہ کوئی دماغی مسئلہ ہے اور اگر آپ کے اطراف میں یا عزیز واقارب میں کوئی ایسا بچہ ہے تو اس سے مریضوں کی طرح ہرگز پیش مت آئیں۔کسی بھی قسم کے دماغی ٹیسٹ میں کچھ بھی نہیں آتا چنانچہ بچے سے ایک مریض کی طرح برتاؤ اس کے مستقبل پر بہت برے اثرات مرتب کرسکتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ دوسرے بچوں کے سامنے آٹزم کے شکار بچے سے برتاؤ میں ازحد احتیاط سے کام لیا جائے۔ ماہرین کے مطابق ایسے بچوں میں تخیل کی صلاحیت بہت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کے دماغ میں ہر کام اور ہر بات جو آپ بچے سے کرتے ہیں اس کی ایک خیالی تصویر اس کے دماغ میں بنتی ہے۔اگر آپ اسے اس کے نام سے بلاتے ہیں تو ردعمل کے طور پر بچے کے دماغ میں اس کی اپنی ہی تصویر بنتی ہے۔ والدین پریشان اور اکثر اوقات زچ ہوتے ہیں کہ بچہ جواب نہیں دے رہا یا کہنا نہیں مان رہا۔ایسے میں ضروری ہو جاتا ہے کہ بچے کو اسی طریق سے ہینڈل کیا جائے۔بچے کی کھانا کھاتے وقت تصویر بنالیں اور اگلی بار جب وہ کھانا کھانے سے انکار کرے تو اسے وہ تصویر دکھائیں۔اسی طرح ہر وہ حرکت جس سے آپ بچے کو روکنا چاہتے ہیں اس کی تصور یا وڈیو اسے دکھائیں جس میں وہ سکون سے بیٹھا ہے اور الٹی حرکت نہیں کر رہا۔بچے کی حرکات وسکنات پر گہری نظر رکھیں، کھانا اور کپڑے بدل بدل کر دیں۔مختلف اقسام کے کھلونے اسے کھیلنے کے لیے دیتے رہیں۔اسے دیگر بچوں کے ساتھ کھیلنے کے مواقع فراہم کریں تا کہ بچہ اگر ایسی کسی کیفیت سے گزر رہا ہے تو بروقت اس کی نشاندہی ہو سکے اور اس کا سدباب کیا جاسکے۔

رپورٹ: مقصود احمد منصور۔ مبلغ انچارج و چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ۔ گیانا

ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کی ماہ نومبر کی سرگرمیاں

سینڈ ہل میں میڈیکل ٹیم

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کو ماہ نومبر میں مختلف خدمات سرانجام دینے کی توفیق دی ہے۔ اس مختصر عرصہ میں تین مختلف مقامات پر میڈیکل کیمپ منعقد کرنے اور چار سینئر ہومز کو امداد پہنچانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس کی مختصر رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

سب سے پہلا میڈیکل کیمپ یکم نومبر کو لِنڈن قصبہ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ لنڈن قصبہ ریجن 10 میں ہے اور جارج ٹاؤن سے دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔ اس میڈیکل کیمپ کے لئے مبلغ سلسلہ مکرم فہد پیرزادہ صاحب نے بھرپور تیاریاں کی۔ جارج ٹاؤن سے خاکسار نے یو ایس ایمبیسی سے بھی رابطہ کیا اور انہوں نے اپنی شمولیت کی رضا ظاہر کی۔ تمام انتظامات مکمل کر دیے گئے۔

مکرم جمیل محمد صاحب کنٹری ڈائریکٹر آف گیانا جو کہ امریکہ سے دورے کے لئے تشریف لائے تھے، وہ بھی اس میڈیکل کیمپ میں شامل ہوئے۔ چنانچہ ہم دونوں ایک دن قبل ہی لنڈن شہر پہنچ گئے۔ راستہ میں ایک یتیم خانہ کا بھی مختصر دورہ کیا اور ان کے حالات کا جائزہ لیا۔ تا کہ دیکھا جائے کہ کس قسم کی مدد دی جا سکتی ہے۔

یکم نومبر کی صبح تمام ٹیم کے افراد وقت پر پہنچ گئے۔ جن میں ہیومینیٹی فرسٹ کے علاوہ یو ایس ایمبیسی کے افراد، ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر رضا کار شامل تھے۔ گیانا میں ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو عمر رسیدہ افراد کو پنشن دی جاتی ہے۔ چنانچہ بزرگ افراد کی ایک بڑی تعداد اپنی پنشن لینے پہنچی ہوئی تھی۔ ان تمام افراد نے میڈیکل کیمپ سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا۔

میڈیکل کیمپ میں بلڈ پریشر، شوگر، ہارٹ ریٹ چیک کرنے کے بعد ڈاکٹر سے طبی مشورہ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد انہیں ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے مفت ادوایات دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض افراد آنکھوں کا ٹیسٹ بھی کرواتے ہیں۔ اس میڈیکل کیمپ پر یو ایس ایمبیسی

یو ایس ایمبیسیڈر سارا لنچ صاحبہ میڈیکل کیمپ کا دورہ کرتے ہوئے۔

کی طرف سے بزرگ اور معمر افراد کے لئے خصوصی اشیاء تقسیم کی گئی جس سے ان کی زندگی میں سہولت پیدا ہو گی۔

میڈیکل کے دوران یو ایس ایمبیسیڈر سارا این لنچ Sarah Ann Lynch صاحبہ بھی تشریف لائی اور میڈیکل کیمپ کا مکمل جائزہ لیا۔ اسی دوران این سی این NCN ٹی وی سٹیشن اور انفوٹن Info10 نیوز کے رپورٹرز بھی آ گئے اور انہوں نے ایمبیسیڈر سارا این لنچ صاحبہ اور کنٹری ڈائریکٹر مکرم جمیل محمد صاحب کا انٹرویو لیا اور میڈیکل کیمپ کو مکمل کوریج دی۔

اس میڈیکل کیمپ کے دوران 115 افراد کو فائدہ ہوا۔ جن میں سے اکثریت افراد سینئرز کی تھی۔ اس کیمپ کو کامیاب بنانے کے لئے 13 رضا کاروں نے مدد کی۔ یو ایس ایمبیسیڈر کے علاوہ، لنڈن میئر Waneka Arrindell اور ممبر آف پارلیمنٹ Devin Sears مکرم ڈیون سیئرز صاحب، ریجنل چیئر مین آف ریجن 10 Deron Adams مکرم ڈیرین ایڈمز صاحب نے بھی میڈیکل کیمپ کا دورہ کیا۔

دوسرا میڈیکل کیمپ 5/ نومبر کو ایک دور دراز گاؤں سینڈ ہل Sand Hill میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ میڈیکل کیمپ ہیومینیٹی فرسٹ کے میڈیکل ڈائریکٹر مکرم مظفر کیوسی نے مکمل طور پر منظم کیا۔ ان کے ساتھ ایک غیر مسلم خاتون سسٹر اونیکا جنٹل صاحبہ Sister Onika Gentle جو کہ ہیومینیٹی فرسٹ کی رضا کارہ ہیں، انہوں نے بھی اس کو منظم کرنے میں بھرپور مدد کی۔ سینڈ ہل گاؤں ریجن 3 میں ہے اور جارج ٹاؤن سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ جس میں آدھے گھنٹہ کا سفر کشتی کے ذریعہ کرنا پڑتا ہے۔

اس میڈیکل کیمپ کے لئے ڈائمنڈ آپٹیکل کی ٹیم کے علاوہ، ایک ڈاکٹر، ایک بچوں کے ماہر ڈاکٹر، نرسز اور دیگر رضا کاران شامل کر کے کل 13 افراد کی ٹیم اس خدمت میں شامل ہوئی۔ اس میڈیکل کیمپ سے 32

سینئر ہومز میں مختلف اشیاء کی تقسیم دورہ کرتے ہوئے۔

افراد نے استفادہ کیا۔

تیسرا میڈیکل کیمپ 19/ نومبر کو آمرانڈین گاؤں سانٹا مشن Santa Mission میں منعقد کیا۔ آمرانڈین قوم اس ملک کے قدیم اور آبائی لوگ ہیں اور یہ پہلا آمرانڈین گاؤں ہے جہاں ہیومینیٹی فرسٹ نے اپنا میڈیکل کیمپ منعقد کیا۔ یہ گاؤں بھی ریجن 3 میں واقع ہے اور اس کو بھی میڈیکل ڈائریکٹر مظفر کیوسی صاحب نے منظم کیا۔

اس میڈیکل کیمپ میں بھی ڈائمنڈ آپٹیکل کی ٹیم، ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر رضا کاران گئے، اس طرح کل 11 افراد کی ٹیم اس پروگرام میں شامل ہوئی۔ اس کیمپ کے دوران 45 افراد کا بلڈ پریشر، شوگر ٹیسٹ، آنکھوں کے ٹیسٹ اور مفت ادویات کی تقسیم کے علاوہ بلڈ ٹائپ معلوم کرنے کا بھی پہلی دفعہ انتظام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ میڈیکل کیمپ بھی بہت کامیاب رہا۔

ان میڈیکل کیمپ کے علاوہ ڈائریکٹر آف فوڈ سیکورٹی مکرم مقبول ولیمز صاحب نے کمیونیٹی کیئر کے تحت 4 سینئر ہومز میں مندرجہ ذیل اشیاء بہم پہنچائی۔ 96 ٹائلٹ پیپرز، 12 بلیچ، 4 سرف کے پانچ کلو کے بیگ، 57 صابن، 48 ریزرز اور 80 ڈیپرز۔ یہ اشیاء 57 سینئر مرد و خواتین کو فائدہ دیں گیں۔ ان شاء اللہ العزیز

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کی خدمتِ انسانیت کی ادنیٰ کاوش کے ذریعہ یہ چاروں پروگرام ایک ماہ میں منعقد کیے گئے۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ خدمت قبول فرمائے اور رضا کاران اور مالی امداد کرنے والوں کو بھرپور اجر عطا فرمائے۔ ان پروگرامز کے دیر تک پھل ملتے رہیں۔ آمین

بقیہ: سو سال قبل کا الفضل...... از صفحہ 14

کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے گی۔ اسی قسم کے چند اور فقرات آپ نے کہے اور جماعت کو مالی مشکلات کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ جماعت اس وقت کس قدر مقروض اور قلتِ روپیہ کی وجہ سے کس قدر کام معرض التواء میں ہیں۔ اس پر بھی چندہ ہوا۔ کُل نقد چندہ کی مقدار پندرہ ہزار کے قریب ہے۔"

اس روز کے دوسرے اور جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس میں حضرت مصلح موعودؓ نے مسئلہ نجات کی اہمیت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے خطاب کے بعد اخبار لکھتا ہے کہ ''نماز مغرب وعشاء مسجد نور میں ہی اپنی امامت میں پڑھائی اور پھر بیعت شروع ہوئی۔ ایک جماعت بیعت کر چکتی تھی دوسری بڑھتی تھی۔ دوسری بیعت کر چکتی تھی، تیسری کرتی تھی۔ یہ سلسلہ قریباً گیارہ بجے تک جاری رہا۔''

صفحہ 8 پر چند نکاحوں کا ذکر ہے جن کا اعلان حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔

صفحہ 9 اور 10 پر حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 22/ دسمبر 1922ء شائع ہوا ہے۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19230108.pdf

رانا عرفان شہزاد۔ چیئرمین ٹورنامنٹ و صدر جماعت مسجد فضل لندن

سید طالع احمد شہید میموریل کرکٹ چیمپئن شپ 2022ء

جماعت احمدیہ کی تاریخ مخلصِ احمدیت کی قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزانوں نے کبھی کابل کی سرزمین میں، کبھی برصغیر میں تو کبھی افریقہ میں راہ خدا میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ یہ شہداء بلاشبہ احمدیت کے ماتھے کا جھومر ہیں۔گزشتہ سال خلیفہ وقت کے حکم کی اطاعت میں جرأت و بہادری کا ایک اَور باب رقم ہوا جب مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) کے رضاکار مکرم سید طالع احمد ابن سیّد ہاشم اکبر صاحب آف ہارٹلے پُول (یوکے) نے مغربی افریقہ کے ملک گھانا میں اپنے فرائضِ منصبی بجالاتے ہوئے 22/ اگست 2021ء کو جامِ شہادت نوش کیا۔ وہ ایم ٹی اے کی جانب سے ایک دستاویزی فلم کی تیاری کے لیے مغربی افریقہ کے چند ممالک کے سفر پر تھے۔

سید طالع احمد شہید جماعت مسجد فضل کے ممبر تھے۔ ان کے والد محترم سید ہاشم اکبر صاحب چونکہ خود بہت اچھے کرکٹر ہیں اور مجلس صحت یوکے کے شعبہ کرکٹ کے صدر بھی رہ چکے ہیں لہٰذا سید طالع احمد شہید کو بھی کرکٹ کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ خاکسار گزشتہ 25 سال سے مسجد فضل لندن کے علاقہ کا رہائشی ہے۔ اس وقت صدر جماعت ہونے کے علاوہ 2004ء سے احمدی نوجوان کھلاڑیوں پر مشتمل ناصر کرکٹ کلب کے نام سے ایک کرکٹ کلب کا انتظام بھی کر رہا ہے۔ کلب کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے بابرکت نام سے موسوم ہے اور اس بابرکت نام کی بدولت ہمیں نہ صرف کرکٹ میں بہت کامیابیاں نصیب ہوئیں بلکہ کھیلوں کے حوالے سے جماعت احمدیہ یوکے کے تاریخ ساز ٹورنامنٹس (خلافت جوبلی کرکٹ ٹورنامنٹ 2008ء، خدام کرکٹ لیگ 2015-16ء اور مجلسِ صحت یوکے کے زیر انتظام 2009ء سے انٹرنیشنل مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ) کے حوالے سے غیرمعمولی اعزازات بھی حاصل ہوئے۔ چنانچہ بحیثیت صدر جماعت مسجد فضل لندن خاکسار نے ناصر کرکٹ کلب کے تعاون سے ایک T20 کرکٹ ٹورنامنٹ کے انعقاد کے لیے کوشش شروع کی۔ مکرم سید طالع احمد شہید کے نام سے موسوم اس ٹورنامنٹ کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کی گئی۔ اِس طرح اِس ٹورنامنٹ کا انعقاد جون اور جولائی کے چار ویک اینڈز پر روہیمپٹن کرکٹ گراؤنڈ پٹنی میں ہوا۔ چار ٹیمیں اس ٹورنامنٹ میں شامل ہوئیں جن کے نام یہ ہیں: ناصر کرکٹ کلب۔ فرینڈز الیون۔ احمدیہ مسلم یوتھ کرکٹ کلب۔ AZ سپورٹس کرکٹ کلب۔

ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے میں ناصر کرکٹ کلب کے خصوصی تعاون کے علاوہ صدر مجلسِ صحت یوکے مکرم مرزا عبدالرشید صاحب نے کھلاڑیوں کے لیے کھانے اور ریفریشمنٹس کا عمدہ انتظام کیا۔ AZ سپورٹس نے کرکٹ بالز اور انعامات جبکہ مقامی بزنس مین مکرم رضوان احمد اور عبدالقدیر صاحبان نے اپنی کمپنی کی طرف سے جیتنے والی ٹیموں کے لیے شاپنگ واؤچرز سپانسر کیے۔

19/ جون 2022ء کو ٹورنامنٹ کا افتتاح مکرم رانا خالد احمد صاحب مربی سلسلہ و صدر کرکٹ مجلس صحت یوکے نے کیا۔ دیگر میچوں کے مہمانان خصوصی مکرم رضوان احمد شیخ صاحب، سیکرٹری مجلس صحت یوکے مکرم مرزا مجیب احمد صاحب، مکرم مزمل ڈوگر صاحب (نمائندہ صدر خدام الاحمدیہ) اور مکرم عثمان شہزاد بٹ صاحب تھے۔ نیز مکرم شکیل احمد بٹ صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ یوکے اور مکرم محمد محمود خان صاحب قائد عمومی مجلس انصار اللہ یوکے بھی مہمانان کرام میں شامل تھے۔

ہر ٹیم نے ابتدائی راؤنڈ میں تین تین میچز کھیلے۔ اس راؤنڈ میں ناصر کرکٹ کلب نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔

24/ جولائی کو دوسری اور تیسری پوزیشن پر آنے والی ٹیموں کے درمیان میچ منعقد ہوا جو AZ سپورٹس اور فرینڈز الیون کے درمیان کھیلا گیا۔ یہ میچ ایک سنسنی خیز مقابلے کے بعد AZ سپورٹس کے کپتان انجم ذیشان خان کی شاندار بلے بازی کے باوجود فرینڈز الیون نے ایک رنز سے جیت لیا۔ جبکہ MTA کے کارکن شاہد احمد نے شاندار باؤلنگ کرتے ہوئے چار اوورز میں 19 رنز کے عوض 6 کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا اور مین آف دی میچ کا اعزاز حاصل کیا۔

سید طالع شہید میموریل T20 کرکٹ چیمپئن شپ کا فائنل میچ ناصر کرکٹ کلب اور فرینڈز الیون کے درمیان کھیلا گیا۔ اس میچ کے مہمانِ خصوصی مکرم اکرم احمدی صاحب چیئرمین IAAAE تھے۔ فرینڈز الیون نے پہلے کھیلتے ہوئے مقررہ 20 اوورز میں 147 رنز بنائے جس میں حارث عثمان کے 22 گیندوں پر 37 رنز اور اوپنر رضوان ناصر کے 33 رنز شامل تھے۔ ناصر کرکٹ کلب کی جانب سے نوجوان کھلاڑی محی الدین نے 4 اوورز میں 31 رنز دے کر 5 کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا۔ جواب میں ناصر کرکٹ کلب صرف 122 رنز بنا سکی جن میں صفوان منظور کے جارحانہ 43 رنز شامل تھے جبکہ

بالر شاہد احمد نے فائنل میچ میں بھی اپنی ٹیم کی جیت میں اہم کردار ادا کیا اور 3 اوورز میں 17 رنز دے کر 3 کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا۔

اختتامی تقریب میں تلاوت قرآن کریم مکرم انس احمد رانا صاحب نے کی۔ بعدازاں خاکسار رانا عرفان شہزاد صدر جماعت مسجد فضل لندن نے مختصراً خصوصی ٹورنامنٹ کا پس منظر بیان کیا اور تعاون کرنے والے دوستوں کا شکریہ ادا کیا جن میں صدر مجلس صحت یوکے مکرم مرزا عبدالرشید صاحب، مکرم انجم ذیشان خان AZ سپورٹس، مکرم رضوان احمد صاحب، مکرم رانا مسعود احمد صاحب شریک چیرمین ناصر کرکٹ کلب، مکرم فہیم احمد بٹ صاحب سیکرٹری ٹورنامنٹ، صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے نیز سمعی وبصری ٹیم شامل ہیں۔

تیاری گراؤنڈ کے حوالے سے ایک خصوصی انعام شاہد کبیر صاحب کو دیا گیا۔ مین آف دی فائنل میچ حارث عثمان صاحب (فرینڈز الیون) قرار پائے جنہوں نے 37 رنز بنائے اور ایک وکٹ بھی لی۔ بہترین بالر شاہد احمد صاحب (فرینڈز الیون) تھے جنہوں نے 12 وکٹیں لیں۔ پلیئر آف دی چیمپن شپ کا اعزاز صفوان منظور صاحب (ناصر کرکٹ کلب) نے حاصل کیا (127 رنز 6 وکٹیں اور 3 کیچز)۔ دوم آنے والی ٹیم ناصر کرکٹ کلب تھی جسے میڈلز، ٹرافی اور 200£ کے شاپنگ واؤچرز دیے گئے جبکہ چیمپئن ٹیم فرینڈز الیون کے لیے سید طالع احمد شہید کی تصویر سے مرصع ٹرافی، میڈلز اور 300£ شاپنگ واؤچرز حاصل کیے۔ علاوہ ازیں مکرم ہاشم اکبر صاحب، مکرم رانا مسعود احمد صاحب، مکرم فہیم احمد بٹ صاحب اور خاکسار رانا عرفان شہزاد کو بھی یادگار ٹرافیوں سے نوازا گیا۔

تقسیم انعامات کے بعد مکرم اکرم احمدی صاحب نے مختصر تقریر میں نوجوان کھلاڑیوں کو ان کے اچھے کھیل پر مبارکباد پیش کی اور انہیں شہدائے راہِ حق کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ بعدازاں تقریب کا اختتام دعا سے ہوا۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

8/ جنوری 1923ء دوشنبہ (سوموار)
مطابق 21/ جمادی الاول 1341 ہجری

صفحہ اول پر مدینۃ المسیح کی خبروں میں ذکر ہے کہ ’’6/ جنوری کو تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی طرف سے جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے سابق ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول کو ان کے امریکہ میں بطور مبلغ جانے کی تقریب میں چائے کی دعوت دی گئی۔ اساتذہ اور طلباء کی طرف سے ایڈریس پڑھے گئے مولوی صاحب نے جواب دیا اور اخیر میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی۔‘‘

صفحہ اول پر ہی حضرت مصلح موعودؓ کا تازہ منظوم کلام شائع ہوا ہے۔ یہ نظم جلسہ سالانہ کے تیسرے روز 28/ دسمبر کو حضرت مصلح موعودؓ کے خطاب سے قبل جناب قاسم علی صاحب رامپوری نے خوش الحانی سے پڑھی۔ اس نظم کے چند اشعار ذیل میں درج ہیں

پردۂ زلف دو تا رُخ سے ہٹا لے پیارے
ہجر کی موت سے للہ بچا لے پیارے
چادرِ فضل و عنایت میں چھپا لے پیارے
مجھ گنہگار کو اپنا ہی بنا لے پیارے
تُو کہے اور نہ مانے مرا دل، ناممکن
کس کی طاقت ہے ترے حکم کو ٹالے پیارے
پردۂ غیب سے امداد کے ساماں کر دے
سب کے سب بوجھ مرے آپ اٹھا لے پیارے
نام کی طرح مرے کام بھی کر دے محمودؔ
مجھ کو ہر قسم کے عیبوں سے بچا لے پیارے

صفحہ 3 تا 8 پر ’’روئیداد مرکزی جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ‘‘ کے عنوان سے جلسہ سالانہ 1922ء کے دوسرے اور تیسرے روز 27-28/ دسمبر کی مختصر کارروائی شائع ہوئی ہے۔

اس کارروائی میں ذکر ہے کہ پہلے روز اجلاس اول میں شیخ عبدالرحمان صاحب نے ختم نبوت کے عنوان پر تقریر کی۔ ازاں بعد حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ نے رپورٹ صیغہ تالیف و اشاعت پیش کی۔

دوسرے اجلاس میں حضرت مصلح موعودؓ نے قریباً تین گھنٹے خطاب فرمایا۔

جلسہ کے تیسرے اور آخری روز ابتدائی اجلاس میں پہلی تقریر شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار ’’نور‘‘ قادیان کی بعنوان ’’سکھ دھرم کا اسلام سے تعلق‘‘ تھی۔ اس تقریر کے ذکر کے بعد اخبار لکھتا ہے کہ ’’جناب شیخ محمد یوسف صاحب کی تقریر کے بعد رپورٹ صیغہ بیت المال کا وقت تھا مگر رپورٹ سے قبل جناب محمد نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلہ نے ایک نظم ’’مناجات زریں‘‘ پڑھی۔ ابھی نظم پڑھی ہی جا رہی تھی کہ چندہ ہونا شروع ہو گیا۔ کچھ دیر تک چندہ جمع ہوتا رہا جو درمیان ہی میں اس لیے روک دیا گیا کہ رپورٹ سنائی جاوے۔ جناب مولوی عبدالمغنی صاحب نے کسی قدر رپورٹ کے اعداد و شمار اور انجمن کی مشکلات اور شاخ ہائے انجمن کے حالات بیان کیے۔

اپیل کے لیے جناب ذوالفقار علی خان صاحب کھڑے ہوئے اور آپ نے مختصر الفاظ میں جماعت کو انفاق فی سبیل اللہ کی تحریک کی اور کہا کہ خدا نے اپنے دین کی خدمت کے لیے جس جماعت کو منتخب کیا ہے گو وہ کیسی ہی غریب ہے مگر خدا تعالیٰ اسی کے لیے اپنے دین کو شوکت دینا چاہتا ہے۔ دنیا خدا کے دین کو چھوڑ دے مگر اس جماعت نے تہیہ کیا ہے کہ یہ خدا کے دین

بقیہ صفحہ 12 پر

THE ALFAZL QADIAN
الفضل
فہرست مضامین

ایک سبق آموز بات

اپنے ساتھی میں عیب مت تلاش کرو

واقفات نو کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر کسی میں کوئی نہ کوئی خامیاں ہوتی ہیں۔ برداشت کا مطلب اپنی آنکھیں، کان اور منہ بند کرنا ہے۔ اپنے ساتھی میں عیب تلاش مت کرو، ان کے بارے میں کوئی بری بات نہ سنو اور ایک دوسرے کو برا نہ کہو۔

(دورۂ امریکہ 2022ء رپورٹ مکرم عبدالماجد طاہر قسط 10 صفحہ 4 الفضل آن لائن۔ لندن)

(مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

07/ جنوری 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:39	17:54
مدینہ منورہ	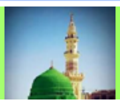	05:44	17:49
قادیان		06:03	17:40
ربوہ		05:43	17:20
اسلام آباد ٹلفورڈ	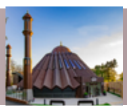	06:36	16:13

فقہی کارنر

پٹواریوں کے لئے زمینداروں کے نذرانے

ایک شخص نے جو اپنی جماعت میں داخل ہیں اور پٹواری ہیں بذریعہ خط حضرت اقدس مسیحؑ کی خدمت میں عرض کی کہ پٹواریوں کے واسطے کچھ رقوم گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہیں لیکن عام رسم ایسی پڑ گئی ہے کہ پٹواری بعض باتوں میں اس سے زیادہ یا اس کے علاوہ بھی لیتے ہیں اور زمیندار بخوشی خاطر خود ہی بغیر مانگے کے دے جاتے ہیں آیا اس کا لینا جائز ہے یا کہ نہیں؟

فرمایا:۔

اگر ایسے لینے کی خبر باضابطہ حکام تک بالفرض پہنچ جائے اور بموجب قانون اس پر فتنہ اٹھنے کا خوف ہو سکتا ہو تو یہ ناجائز ہے۔

(بدر 24/ مئی 1908ء صفحہ 8)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)